922

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

بجٹ 12-2011 کے لئے اراکین سے پری بجٹ تجاویز لینے کے لئے عام بحث

924

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

سوموار، 17۔جنوری 2011

(یوم الاثنین، 12۔صفر المظفر 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝
وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ
أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ
مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝
الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ
أَثِيمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا
بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن
رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ
يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝

سُوۡرَةُ المطفّفِين آیات 1 تا 17

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے (1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں (2) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو

کم دیں (3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4) (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں (5) جس دن (تمام) لوگ رب

العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے (6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں(7)اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے ؟ (8)ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9)اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11)اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12)جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں(13)دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے (14) بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے (15) پھر دوزخ میں جا داخل ہوں گے (16) پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے(17)

وما علینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اپنے دامانِ شفاعت میں چھپائے رکھنا
میرے سرکار میری بات بنائے رکھنا
میں نے مانا کہ نکما ہوں مگر آپ کا ہوں
اس نکمے کو بھی سرکار نبھائے رکھنا
آپ یاد آئے تو پھر یاد نہ آئے کوئی
غیر کی یاد میرے دل سے بھلائے رکھنا
جب سوا نیزے پہ خورشیدِ قیامت آئے
اپنی زلفوں کے گنہگار پہ سائے رکھنا

جناب سپیکر کی زیر صدارت حاضری رجسٹر کے معاملے پر ہونے والی میٹنگ میں کئے گئے فیصلے کا اعلان

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سے پیشتر کہ وقفہ سوالات کا آغاز ہو میں ایک ضروری اعلان یہاں آپ تمام معزز ممبران کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ کچھ دنوں سے معزز ممبران اسمبلی کی حاضری کا معاملہ چل رہا تھا۔ اس سلسلے میں مورخہ 14۔جنوری 2011 بروز جمعۃ المبارک میرے چیمبر میں ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں درج ذیل معزز ممبران چودھری ظہیر الدین خان (قائد حزب اختلاف)، رانا ثناء اللہ خان (وزیر قانون و پارلیمانی امور)، جناب سعید اکبر خان، جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل، سید ناظم حسین شاہ، رانا محمد ارشد، جناب خلیل طاہر سندھو، جناب علی حیدر نور خان نیازی، محمد ارشد جٹ، میاں نصیر احمد اور سید حسن مرتضیٰ نے شرکت کی۔

میٹنگ میں حاضری رجسٹر سے متعلق معاملہ زیر بحث آیا اور اتفاق رائے سے درج ذیل فیصلہ ہوا کہ سیکرٹری اسمبلی حاضری رجسٹر برقرار رکھیں گے اور ہر معزز ممبر جو ایوان میں داخل ہو گا سیکرٹری اسمبلی اسے حاضر mark کریں گے لیکن معزز ممبر کو خود حاضری mark کرنے کی ضرورت نہ ہے۔ سیکرٹری اسمبلی اس مقصد کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ کے ایک یا دو افسران کی مدد لے سکیں گے جو گریڈ 16 سے کم نہ ہوں گے۔ اعلان ختم ہوا۔

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں اس طرح پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بڑا اہم مسئلہ ہے کہ کراچی میں ایک سینئر صحافی ہلاک ہوا ہے اور میں اُن کی خدمات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: خراج تحسین تو زندہ کو کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اُن کی صحافت میں اتنی خدمات ہیں کہ انہوں نے آمریت کا مقابلہ کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے مارشل لاء دور میں صحافت کی جو خدمت کی ہے آج انہی کی وجہ سے ہمیں آزادیٔ صحافت ملی ہے۔ اگر آج اُن کے انتقال کے بعد یہ بات نہ کی جائے تو زیادتی ہے۔ مزید یہ کہ اُن کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے جو بات کی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ منہاج صاحب کی آزادیٔ صحافت بلکہ جمہوریت کے لئے بڑی خدمات ہیں جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے ایک انتہائی دلخراش واقعہ ہوا ہے کہ کراچی میں ایک صحافی کو بڑی بے دردی کے ساتھ ٹارگٹ کر کے شہید کیا گیا ہے۔ راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف تشریف لے آتے ہیں تو اُن کے ساتھ مشورہ کر کے ہم اس پر ایک مشترکہ قرارداد لے آئیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت اچھی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بڑے ہی اہم issue پر آپ کی توجہ چاہیئے تھی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ issue ضرور لائیں لیکن وقفہ سوالات کے بعد لائیں اور انشاء اللہ میں آپ کو اجازت دوں گا۔ پلیز اس وقت تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھ سے قسم لے لیں یہ وقفہ سوالات سے بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: آپ ماشاء اللہ بہت سمجھدار ہیں۔ اس سے زیادہ تو میں آپ کی منت نہیں کر سکتا اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ میری بات مان لیں۔ وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کو پہلے ٹائم دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا آپ مجھے ٹائم دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ضرور دوں گا۔ پہلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ طلعت یعقوب: سوال نمبر 1307۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی اداروں کی واپسی کی تفصیلات

*1307: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان / اداروں کو واپس کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2000 سے لے کر 2007 تک واپس کئے گئے تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت نے صرف قومیائے گئے مشنری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) سال 2000 سے 2010 تک واپس کئے گئے مشنری تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل ڈسٹرکٹ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 1307 کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی ادارے اُن کے اصل مالکان کو واپس کئے گئے ہیں۔" میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت تمام قومیائے گئے سکولوں کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں زیادہ تر ادارے مشنری تھے جو مختلف ادوار میں واپس کئے گئے ہیں اس کے علاوہ جن کی ذاتی ملکیت میں زمین تھی اُن کو وہ سکول/ادارے مختلف شرائط کے تحت مختلف ادوار میں واپس کئے گئے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم میں کچھ ایسے سکول جو کارپوریشن کی ملکیت تھے وہ کچھ عرصے سے محکمہ میں ضم ہو گئے تھے اور Teachers بھی ضم ہو گئے تھے لیکن اب سنا ہے کہ وہ دوبارہ اِن کو واپس کر رہے ہیں اس سلسلے میں منسٹر صاحب کچھ بیان فرمائیں گے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ویسے یہ fresh question بنتا ہے مگر میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ہم نے سکولوں کی nationalization کی ہے لیکن جن سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکولوں کی یہ بات کر رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ کے سکولوں کو merge کیا گیا تھا تو جن سکولوں میں students کی تعداد کم تھی انہیں merge کیا تاکہ وہاں پر students کو بہتر طور پر تعلیم کی سہولیات فراہم کی جا سکیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سننے میں آیا ہے کہ جو سکول merge ہوئے تھے اُن کو یہ ختم کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہم کہہ رہے ہیں کہ وہ merge ہی رہیں۔

MR SPEAKER: Here says no evidence.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سکولز ڈی سی اوز کے under آتے ہیں اور ان کے different cadres ہیں جبکہ پنجاب حکومت کے سکول different ہیں۔ ہم نے کچھ سکولوں کو ضم کیا تھا لیکن اب ان سکولوں کو ضم کرنے کا ہمارا further کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2051 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پرائمری سطح پر قرآن مجید کی تعلیم کو لازمی قرار دینا

*2051: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام سکولوں میں پرائمری تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی کو لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ میں پرائمری سکولوں میں انگریزی کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت صوبہ پنجاب میں پرائمری سکولوں میں انگریزی کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو 1994 سے لازمی قرار دے چکی ہے جس کے مطابق سکول میں ہر طالب علم تیسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک مکمل قرآن مجید (ناظرہ) ختم کر لیتا ہے۔(نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔تیسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک قرآن مجید کی تدریس کے لئے پارے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ہر جماعت میں 40 نمبر کا قرآن مجید ناظرہ باقاعدہ امتحان کا حصہ ہے۔پانچویں اور آٹھویں کے امتحان کے لئے جو پنجاب ایگزامینیشن کمیشن لیتا ہے۔یہی تربیت ہے لہذا تدریس قرآن کے لازمی ہونے کا اہتمام موجود ہے۔مڈل / ہائی سکولوں میں عربی کے اساتذہ زیادہ تر دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں جو اسلامیات / قرآن مجید ناظرہ بھی پڑھاتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں جواب ہے کہ پرائمری تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی کو لازمی قرار دیا گیا ہے جس کا نوٹیفکیشن 2010 میں کیا گیا اور کاپی میرے پاس موجود ہے جبکہ 1994 میں بھی ایسا ہی ایک نوٹیفکیشن جاری کر کے پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا تھا تو ایسی صورت میں دوبارہ 2010 میں اس نوٹیفکیشن کو جاری کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ تیسری بات یہ کہ وزیر موصوف نے کل ایک تازہ بیان میں کہا ہے کہ آئندہ صوبہ بھر میں پرائمری سے انگریزی تعلیم لازمی قرار دے دی جائے گی تو مجھے ان تینوں چیزوں میں ابہام نظر آتا ہے جسے یہ واضح کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلے سال لاہور، ملتان اور فیصل آباد کے تین اضلاع میں academic session شروع ہونے پر سرکاری سکولوں کو انگلش میڈیم کیا گیا تھا جس کے تحت ریاضی اور سائنس کے مضامین انگریزی میں پڑھانے تھے جس کا ہمیں بہت اچھا response ملا اس لئے اس سال نوٹیفکیشن کیا ہے کہ صوبہ بھر کے تمام سکولوں میں academic session سے انگلش میڈیم کر رہے ہیں اور اسی لئے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2052 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور پی پی-143، 144 کے سکولز میں خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2052: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-143,144 میں واقع مڈل اور ہائی سکولوں کے نام کیا ہیں ہر سکول میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وائز اور اسامی وائز فراہم کی جائے؟

(ب) کتنے سکول ایسے ہیں جن میں کوئی بھی سٹاف تعینات نہ ہے ان کے نام اور منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت اس حلقہ کے تمام سکولوں میں خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-143,144 میں واقع مڈل سکول 4 ہیں اور ہائی سکول کل 22 ہیں منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جس میں سٹاف تعینات نہ ہو۔

(ج) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق خالی اسامیاں پُر کرنے کا عمل جاری ہے۔ 208 اسامیوں پر ایجوکیٹرز کمپیوٹر ٹیچر و سائنس ٹیچرز کی بھرتی کا کام زیر تکمیل ہے۔ مزید یہ کہ rationalization کے ذریعہ سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کر دیا گیا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں ہے کہ "ان میں سے کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جہاں پر سٹاف تعینات نہ ہو" لیکن ہمارے ان علاقوں میں بہت سے سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے جو پوچھا ہے اسی کا جواب دیا ہو گا؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہی پوچھ رہی ہوں کہ ابھی تو وہاں پر سٹاف کی اشد ضرورت ہے جبکہ یہاں لکھا گیا ہے کہ وہاں پر سٹاف کی کمی نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پی پی۔144,143 کی بات کی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے اسی حلقہ کے متعلق سوال کیا ہے لیکن وہاں پر بہت سے ایسے سکول ہیں جہاں پر سٹاف کی بہت کمی ہے اور مکمل سٹاف وہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ نشان دہی کریں کہ کہاں کمی ہے کیونکہ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ سٹاف پورا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! باغبان پورہ لاہور کے اکثر سکولوں میں ابھی تک سٹاف کی کمی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کسی سکول کا نام لے کر پوچھیں کہ وہاں پر کتنی تعداد ہے اور کیا فلاں سکول میں تعداد پوری ہے کہ نہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! مادھولعل حسین کے پرائمری اور مڈل دونوں سکولوں میں بچے خود صفائی کرتے ہیں یا پھر وہاں کے اساتذہ کسی کو hire کر کے سکول کی صفائی کرواتے ہیں اور وہاں پر سٹاف بھی مکمل موجود نہیں ہے۔ یہ میں آپ کو ایک سکول کی مثال دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! کسی حد تک ان کی بات درست ہے کیونکہ ہم recruitments بھی ساتھ ساتھ کرتے جا رہے ہیں مگر محکمہ تعلیم کا صوبہ پنجاب میں بڑا نیٹ ورک ہے جس کے تحت 63 ہزار سکول ہیں تو کئی سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے۔ جیسے انہوں نے صفائی کے حوالے سے بات کی ہے تو خاکروب کی اسامیوں کا اشتہار دے کر حال ہی میں ہم نے بہت سے سکولوں میں خاکروب، نائب قاصد، چوکیدار یا گارڈ جو گیٹ پر کھڑا ہوتا ہے، سٹاف دیا ہے۔ ایسے ہی اساتذہ کی تقریباً 80 فیصد rationalization مکمل ہو گئی ہے اور ہمارے پاس یہ چیز بھی آ گئی ہے کہ آئندہ ہمیں

کتنے لوگ درکار ہیں تو plan کر رہے ہیں کہ انشاء اللہ گرمیوں کی چھٹیوں میں recruitments کریں۔ گریڈ پانچ یا اس سے نیچے کی اسامیوں کی recruitments ہوتی رہتی ہیں لیکن اس دفعہ سیلاب سے تھوڑا مسئلہ درپیش آیا جس کی وجہ سے ہم نے کچھ recruitments ابھی روکی ہوئی ہیں۔ انہوں نے جس مسئلہ کی بات کی ہے تو یہ انشاء اللہ بہت جلد حل ہو جائے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2008 میں ایم پی اے کوٹا کے تحت ملنے والے فنڈز سے کافی سکول upgrade ہوئے ہیں لیکن تاحال وہاں پر اساتذہ تعینات نہیں ہوئے اور عمارتیں خالی پڑی ہیں جبکہ ان کے علاوہ بھی کئی ایک سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے۔ یہ بات صرف ان دو حلقوں کی نہیں بلکہ پورے پنجاب میں بہت سے سکول ایسے ہیں اور میرے حلقہ میں بھی کہیں سائنس کے ٹیچرز نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ بات نوٹ کریں اور یہ سارا معاملہ ہی ایسے ہے کیونکہ میں اپنے حلقہ کو بھی جانتا ہوں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! درست ہے لیکن Finance Department کی طرف سے S.N.Es approve ہونے میں کئی دفعہ وقت لگ جاتا ہے۔ یہ درست کہہ رہے ہیں کہ اس سال ابھی تک Finance Department کی طرف سے S.N.Es approve نہیں ہو رہیں اور انہوں نے ہمارے فنڈز دسمبر سے release کرنا شروع کئے ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے تمام فنڈز block ہو گئے ہوئے تھے جبکہ ہمارے ان فنڈز پر اس دفعہ بجٹ میں بھی کافی cut لگا ہے کیونکہ چھ ماہ تو سیلاب کی وجہ سے کام نہیں ہو سکا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! مکمل ہونے والی عمارتوں کے بارے میں بتائیں کہ وہاں پر کب تک اساتذہ کی تقرریاں کر کے ان سکولوں کو چالو کر دیا جائے گا ورنہ تو یہ عمارتیں ضائع ہو جائیں گی۔ آپ کو پتا ہے کہ خالی عمارتوں میں پھر لوگ جانور بھی باندھ لیتے ہیں تو کم از کم کیا آپ time frame دیں گے کہ ایک سال یا چھ مہینے تک وہاں پر اساتذہ کی تقرریاں ہو جائیں گی تاکہ وہاں کے لوگ مطمئن تو ہو سکیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جن سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے اور آپ کا سٹاف نہیں پہنچا جبکہ عمارتیں وہاں پر موجود ہیں تو آپ ان سے ضلع اور حلقہ wise مکمل رپورٹ لے کر ان کی S.N.Es کروائیں تو یہی بات بہتر رہے گی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر 392 سکولوں کی S.N.Es کی approval ہمیں اس مہینے میں ملنی ہے تو میں دیکھ لیتا ہوں کہ اس میں ان کا سکول بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ہمارے حلقے کے بچوں کا بھی خیال کرنا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بہتر۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2103 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور گورنمنٹ قادریہ سکول نیوکرول کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2103: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ قادریہ سکول نیوکرول یو سی۔37 واہگہ ٹاؤن کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ قادریہ سکول کی اراضی پر بااثر لوگ قابض ہیں؟

(ج) کیا حکومت گورنمنٹ قادریہ سکول نیوکرول کی جگہ قابض لوگوں سے خالی کروا کر بچوں کے لئے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) رقبہ ایک کنال 14 مرلے ہے۔

(ب) سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے، سکول کی اراضی پر کسی کا قبضہ نہ ہے۔

(ج) سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے، اس لئے گراؤنڈ نہیں بنایا جا سکتا۔ سکول پر لوگوں کا قبضہ نہ ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! جز(ب) میں سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ قادریہ سکول کی اراضی پر بااثر لوگ قابض ہیں"؟ جواب میں کہا گیا ہے کہ "سکول کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے اور سکول کی اراضی پر کسی کا قبضہ نہ ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کسے کرایہ ادا کر رہا ہے اور زمین کا مالک کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ میں انہیں پتا کر کے بتا سکتا ہوں کہ زمین کا مالک کون ہے اور کرایہ کسے ادا کیا جا رہا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں نے ریونیو ریکارڈ چیک کیا ہے اور انہیں بتا دیتا ہوں کہ زمین کے مالک کا نام محمد اسحاق ولد محمد ابراہیم ہے اور کرایہ حمید اشفاق کو ادا کیا جا رہا ہے جبکہ محکمہ اکتوبر 2010 تک کرایہ دے بھی چکا ہے۔ میں اسی لئے کہنا چاہتا ہوں کہ اس سکول پر قبضہ کیا ہے چونکہ میں نے یہاں کا visit کیا ہے اور منسٹر صاحب بھی اس علاقے کو بڑی اچھی طرح جانتے ہیں تو زمین کا مالک ملک سے باہر ہے جو مجھے 2008 میں ملا تو اس نے اعتراض کیا تھا کہ زمین میری ہے لیکن مجھے پیسے نہیں مل رہے کسی اور شخص نے اٹارنی وغیرہ بنا کر زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے تو کیا وزیر موصوف ارادہ رکھتے ہیں کہ اگر میں زمین کے مالک سے بات کروں تو یہ اسے کرایہ دیں گے یا پھر قبضہ مافیا سے جگہ واپس لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے علم میں یہ بات نہیں تھی اور میرے معزز ممبر نے ابھی بتایا ہے کیونکہ یہ ان کی constituency ہے۔ ہم اس matter کو فوری طور پر take up کرتے ہیں۔ ہمارے سیکرٹری سکولز بھی یہاں بیٹھے ہیں میں ان کو بھی کہوں گا کہ اس matter کو فوری طور پر take up کیا جائے۔ انشاء اللہ ہم ان کو کل ہی بتائیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ original کرایہ دار کو کرایہ کیوں نہیں مل رہا ہے؟

جناب وسیم قادر: شکریہ

جناب سپیکر: جی، حاجی ذوالفقار صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ایسے کافی سکول ہیں جو کرائے پر ہیں۔ میں overall پنجاب کی بات کر رہا ہوں اور خاص طور پر میرے اندرون شہر میں ایسے کرایہ کے سکول ہیں کہ کرایہ دار نے دو

portion بنائے ہوئے ہیں، اسی سکول میں وہ رہ بھی رہا ہے اور اسی میں پڑھائی بھی ہو رہی ہے۔ جب یہ کل جواب دیں گے تو kindly اس چیز کو بھی اس میں ضم کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ کسی سکول کا نام بتائیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں۔ وہاں پر کافی سکول ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو لکھ کر دیں کہ یہ، یہ سکول ہیں اس کے بعد منسٹر صاحب پتا کر کے بتائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ان کا یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ حلقے کے بارے میں پوچھنا چاہیں یا پورے پنجاب کے بارے میں پوچھنا چاہیں اس کے لئے یہ سوال جمع کرا دیں ہم اس کی پوری detail دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2185 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔ ایم سی جونیئر ماڈل گرلز سکول شالامار ٹاؤن کے مسائل

*2185: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم سی جونیئر ماڈل گرلز سکول شالامار ٹاؤن لاہور میں ٹیچرز کی چند اسامیاں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے طالبات کا کافی نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے کمروں کی مرمت درکار ہے، بارش کی وجہ سے کمروں کے سامنے گراؤنڈ میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں خاکروب کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے سکول میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں ٹیچرز کی تعیناتی، خاکروب کی تعیناتی اور کمروں وغیرہ کی مرمت کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول CDGL جونیئر ماڈل گرلز سکول شالامار کو، گورنمنٹ کشمیر گرلز ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور میں ضم کر دیا گیا اس سکول کا نیا نام گورنمنٹ ہائی سکول شالامار ٹاؤن لاہور رکھ دیا گیا ہے۔(یہ بلڈنگ جونیئر ماڈل سکول CDGL کی ہے جو کہ 10 کنال کے رقبے پر مشتمل ہے جس میں 19 کمرے ہیں) جس کا نوٹیفکیشن نمبر I-19929B بتاریخ 2007-10-30 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ بلکہ مذکورہ سکول میں مزید development کی گئی ہے لہذا کمروں کے سامنے پانی وغیرہ نہیں کھڑا ہوتا۔

(ج) درست نہ ہے جبکہ پرائیویٹ خاکروب سے صفائی کا کام لیا جاتا ہے اور جلد ہی نئی بھرتی میں مستقل خاکروب تعینات کر دیا جائے گا۔

(د) درست نہ ہے۔ جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "ایم سی جونیئر ماڈل گرلز سکول شالامار ٹاؤن لاہور میں مزید development کی گئی ہے۔ لہذا کمروں کے سامنے پانی وغیرہ نہیں کھڑا ہوتا" میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا سکول کے احاطہ میں مٹی وغیرہ ڈال کر اونچا کیا گیا ہے کیونکہ صحن میں ابھی بھی بارش کا پانی کھڑا ہو جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جب بارشیں ہوتی ہیں تو اکثر جگہوں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہم نے وہاں سے جو رپورٹ لی ہے اس کے مطابق اِس وقت سکول میں پانی کھڑا نہیں ہے۔ چونکہ بارشوں میں ہر جگہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے تو شاید بارشوں میں وہاں پر بھی پانی کھڑا ہو جاتا ہو۔ ابھی فی الحال وہاں پانی نہیں کھڑا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "جلد ہی نئی بھرتی میں مستقل خاکروب تعینات کر دیا جائے گا" اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سکول میں کب تک خاکروب بھرتی کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ ہم گرمیوں کی چھٹیوں میں recruitments کا process کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ سیلاب کی وجہ سے ہمارا recruitments کا process slow down ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2196 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور شہر میں غیر ملکی یونیورسٹی / بورڈ سے الحاق شدہ پرائیویٹ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2196: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور شہر کی حدود میں ایسے پرائیویٹ سکولز کی تعداد کتنی ہے جو کہ غیر ملکی یونیورسٹی / بورڈ سے الحاق شدہ ہیں، ان کے نام اور ان کی برانچز کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان سکولز میں کس کس لیول تک کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) کیا ان سکولز پر محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے قواعد و ضوابط apply کرتے ہیں؟

(د) کیا ان سکولز میں زیر تعلیم طالب علموں سے جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کی تفصیل حکومت کے پاس ہے تو کلاس وار طالب علموں سے جو فیس وصول کی جاتی ہے، تفصیل بتائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے سرکاری سکولز اور کالجز میں زیر تعلیم تین بھائیوں / بہنوں کو ایک کی فیس معاف ہوئی ہے؟

(و) کیا ان پرائیویٹ سکولز میں بھی یہ سہولت حاصل ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تقریباً27 سکول جو غیر ملکی یونیورسٹی / بورڈ سے الحاق شدہ ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بعض سکولز میں O"Level"اور بعض سکولز میں"A"اور O"Level"کی اکٹھی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ان سکولز کو محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹریشن کروانا لازمی ہے۔سرکاری قواعد وضوابط صرف رجسٹریشن کی حد تک ہیں جو کہ Punjab Educational Institutions (Promotion & Regulation) Ordinance and Rules,1984کے مطابق ہے۔

(د) ان سکولز میں زیر تعلیم طالب علموں سے جو فیس وصول کی جاتی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ لیکن یہ امر سکول اور طالب علموں کے درمیان ہے۔

(ہ) جی ہاں۔ سرکاری سکولز میں زیر تعلیم تین بھائیوں / بہنوں میں سے ایک کی فیس معاف ہوتی ہے۔

(و) بعض پرائیویٹ سکولز خونی رشتہ کی بنیاد پر 5 سے 25 فیصد فیس کم کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان پرائیویٹ سکولوں میں تعلیمی نصاب گورنمنٹ کے سکولوں کے ساتھ یکساں ہے، کوئی ایسی اتھارٹی ہے جو ان کی فیسیں چیک کر سکے ؟ تعلیم میں طبقاتی تفریق کا نظام بن رہا ہے کیونکہ کئی پرائیویٹ سکولوں میں چالیس چالیس ہزار روپے ماہانہ فیس ہے ان کو کیسے چیک کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنی مرضی سے فیسیں بڑھا لیتے ہیں اس لئے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کو چیک کرنے کے لئے حکومت کوئی اتھارٹی مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے یہ بتانا چاہوں گا کہ یہ حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے related تھا مگر یہ "سکول" کی طرف آ گیا کیونکہ یونیورسٹی اور بورڈ ہائر ایجوکیشن کے under آتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ "سکول" کی بات بتادیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! O Level, A Level کے سلیبس کے امتحانات چونکہ باہر کے ممالک کے اداروں کے مطابق ہوتے ہیں لہذا اس حوالے سے ان کا سلیبس ہوتا ہے۔ دوسری بات جو انہوں نے فیسوں کے حوالے سے پوچھی ہے تو اس کے متعلق موجودہ اجلاس میں بات بھی ہوئی ہے۔ ہم پنجاب میں Regulatory Authority بنانا چاہ رہے ہیں تاکہ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں اور معاملات کنٹرول کر سکیں۔ اُس وقت قائم مقام سپیکر نے ایک کمیٹی بھی constitute کر دی تھی اور جب اجلاس ختم ہوگا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کی باقاعدہ ایک میٹنگ کر کے اس مسئلے کو حل کریں گے۔ چونکہ تمام ممبران چاہ رہے ہیں کہ پرائیویٹ سیکٹر کو کنٹرول کرنا چاہئے اور ہم آپ کو انشاء اللہ اس کی رپورٹ بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ "ان سکولوں کو محکمہ تعلیم کے ساتھ رجسٹریشن کروانا لازمی ہے۔ سرکاری قواعد و ضوابط صرف رجسٹریشن کی حد تک ہیں۔" میرا سوال یہ ہے کہ رجسٹریشن کے بعد کیا گورنمنٹ کا ان پر کسی قسم کا کوئی چیک نہیں ہوتا اس کے ساتھ انہوں نے جو detail دی ہے ایک سکول شوئے فات (choueifat) انٹرنیشنل ہائر سکینڈری سکول کی فیس ڈالروں میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ فیس 4125 ڈالر ہے اور کیا پاکستان میں ڈالروں میں فیس چارج کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سکولز ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Punjab Educational Institutions Promotion and Regulation Ordinance and Rules 1984 کے تحت یہ ادارے ہمارے پاس رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ میں نے اُس دن بھی یہاں بتایا تھا کہ 1984 کے ایکٹ کے مطابق ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم اُن کی فیسیں چیک کر سکیں۔ اُنہوں نے ہمارے پاس صرف ایک رجسٹریشن کروانی ہوتی ہے، اس رجسٹریشن کی ایک nominal سی فیس ہے اور وہ یہ فیس حکومت پنجاب کو ادا کر کے اپنے ادارے کو رجسٹرڈ کرواتے ہیں اسی لئے ہم اس ایوان میں قانون سازی کر کے ایک نیا قانون لانا چاہتے ہیں۔ جب یہ ایکٹ 1984 میں بنا تھا تو اس وقت پرائیویٹ سیکٹر اتنا grown نہیں تھا لیکن اس وقت ہمارے شہروں میں پرائیویٹ ادارے بہت زیادہ ہوگئے ہیں جبکہ

گورنمنٹ اداروں کی تعداد کم ہے اور special سکولوں کی side پر، اگر میں صرف لاہور کا ہی بتاؤں تو اس وقت لاہور میں 1350 پبلک سیکٹر سکول ہیں اور چھ ہزار کے قریب پرائیویٹ سیکٹر سکول ہیں اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو ایک Regulatory Authority کے تحت کنٹرول کریں تو اس کے لئے ہمیں legislation کرنی پڑے گی کیونکہ 1984 کا ایکٹ بہت پرانا ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کے سوال کے کچھ حصے کا جواب ابھی نہیں آیا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے ڈالر کے حوالے سے بات کی تھی۔ جو ادارے یہاں کام کر رہے ہیں وہ چونکہ internationally chains کے institutes ہیں جو یہاں کام کر رہے ہیں اس لئے وہ ڈالروں میں فیس لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔ وہ نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال مسز ناظمہ جواد ہاشمی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، اس سوال نمبر 2327 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2383 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور-قادریہ گرلز پرائمری سکول یو سی۔37 کے مسائل و دیگر تفصیلات

*2383: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قادریہ گرلز پرائمری سکول یو سی۔37 واہگہ ٹاؤن لاہور کرایہ کی انتہائی خستہ حال عمارت میں قائم کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کی عمارت کو عرصہ دراز سے مرمت نہیں کروایا گیا اور اس کے گرنے کا خطرہ بھی ہے؟

(ج) کیا محکمہ اس سکول کو گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نیو کرول کے سامنے سرکاری اراضی پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے کہ گورنمنٹ قادریہ گرلز پرائمری سکول یوسی۔37 واہگہ ٹاؤن کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے لیکن عمارت خستہ حال نہ ہے۔

(ب) سکول کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے، عمارت بالکل درست ہے اسکے گرنے کا کوئی خطرہ نہ ہے۔

(ج) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول نیو کرول لاہور کینٹ کے سامنے دو کنال سے زائد سرکاری پلاٹ ہے جس کا سکول سے نصف کلومیٹر کا فاصلہ ہے مذکورہ زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقلی کے لئے کیس محکمہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ بھیج دیا گیا ہے۔ اگر مذکورہ زمین کی ملکیت محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو منتقل کردی جائے تو محکمہ تعلیم اس پر سکول تعمیر کردے گا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2465 ہے۔

پی پی۔147 کارپوریشن کے سکولز کی تفصیلات

*2465: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

حلقہ پی پی۔147 میں کارپوریشن کے کتنے گرلز و بوائز سکولز کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

حلقہ پی پی۔147 لاہور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے کل چار سکول ہیں جن میں تین بوائز اور ایک گرلز سکول ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول مسجد تاج دین مغل پورہ لاہور۔
2۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول نیو گڑھی شاہو لاہور۔
3۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول نمبر 2 مصطفےٰ آباد لاہور۔
4۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول باجا لائن لاہور۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جناب منسٹر صاحب اس سوال کا پہلا جز ذرا پڑھ دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حلقہ پی پی۔147 لاہور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے کل چار سکول ہیں جن میں تین بوائز اور ایک گرلز سکول ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول مسجد تاج دین مغل پورہ لاہور۔
2۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول نیو گڑھی شاہو لاہور۔
3۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول نمبر 2 مصطفےٰ آباد لاہور۔
4۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول باجالائن لاہور۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل غلط ہے کیونکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے صرف چار سکول نہیں بلکہ تقریباً ان کی تعداد 17 کے قریب ہے۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ کیا ایم سی جونیئر ماڈل سکول علامہ اقبال روڈ لاہور، ڈسٹرکٹ بوائز مڈل سکول عالم ماڈل جمیل آباد سٹی گورنمنٹ کے نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں یہ چیک کروالیتا ہوں کیونکہ یہاں پر جو details آئی ہیں وہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے سے محکمہ نے ان کی تفصیلات دی ہیں لیکن معزز ممبر فرما رہی ہیں کہ حلقہ پی پی۔147 میں اور سکولز بھی ہیں جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under آتے ہیں تو ہم اس کو چیک کر لیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اگر ڈیپارٹمنٹ نے غلط جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ڈیپارٹمنٹ سو کر جواب دیتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر ڈیپارٹمنٹ نے غلط جواب دیا ہے تو آپ کو اس کی تفصیل بتاؤں گا کہ جواب غلط دیا گیا ہے یا یہاں printed error ہے یا محکمے کی طرف سے ہاؤس کو proper جواب نہیں بھیجا گیا تو اس کے خلاف انشاء اللہ آپ کے حکم کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ کہاں 17 سکولز اور کہاں 4 سکولز؟ اگر ایک دو کا فرق ہوتا تو کہتے کہ چلیں وہ غلطی سے رہ گیا ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ کس طرح مختصر جواب دیا گیا ہے اور تفصیل میں صرف ان کے نام دے دیئے گئے ہیں جبکہ میں نے وہاں پر جو بنیادی سہولیات ہیں ان کے متعلق پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی آپ کا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پہلے اس کا تو کچھ بتائیں کہ کیا ہو گا؟ اس سوال کو تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کی تحقیق کرتا ہوں اگر انہوں نے غلط جواب دیا ہے تو میں ان کے خلاف action لوں گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! تو پھر اس سوال کو pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ وہ علیحدہ لے کر آئیں گی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کی ہے کہ اگر کسی بھی وجہ سے جس طرح معزز ممبر فرما رہی ہیں کہ ہاؤس میں غلط جواب بھیجا گیا ہے تو اس کی تفصیل لے کر میں کل ایوان میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2501 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور 2007 کے دوران اساتذہ کو ٹریننگ دینے کی تفصیلات

*2501: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 2007 کے دوران کتنے سکولوں میں اساتذہ کو ٹریننگ دینے کے لئے تربیتی ورکشاپ کا انتظام کیا گیا؟

(ب) سال 2007 کے دوران جن سکولوں میں اساتذہ کو ٹریننگ دی گئی ان سکولوں کے نام بتائیں؟

(ج) اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ کاانتظام کون کرتا ہے نیز سال2007کے دوران کس نے اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ کاانتظام کیا؟

(د) سال2007کے دوران اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی نیز خرچ کی گئی رقم کس نے فراہم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں سال2007کے دوران58سکولوں میں اساتذہ کی تربیت کاانتظام کیاگیا۔

(ب) سال 2007 کے دوران جن سکولوں میں اساتذہ کو ٹریننگ دی گئی ان کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ کاانتظام ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ لاہور کرتا ہے۔

(د) سال08۔2007میں ٹیچر ٹریننگ پر خرچ کی جانے والی رقم1039.945ملین روپے ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کی جانے والی رقم138.73ملین روپے UNICEF کی طرف سے فراہم کی جانے والی رقم1.215ملین روپے ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!آپ میرے اس سوال کے جز(ج)میں دیکھ لیں کہ جو میں نے جز(د)میں رقم پوچھی تھی کہ ٹیچرز ٹریننگ پر کتنی رقم خرچ ہوئی،اس کے جواب میں جو رقم انہوں نے بتائی جو کہ 08-2007 میں رقم ملین میں لکھی ہے اور وہ تقریباًایک ارب روپے کے قریب بنتی ہے لیکن اس میں حکومت پنجاب کا جو حصہ ہے وہ تقریباًساڑھے تیرہ کروڑ روپے بنتا ہے اور UNICEF کی طرف سے جو رقم انہوں نے درج کی ہے وہ میرے حساب سے 12لاکھ 15ہزار روپے بنتی ہے۔اب آپ اس کی جو کل رقم ہے اس کو دیکھ لیں اور اس کو جمع کر لیں تو یہ کتنا فرق بنتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،break up دیکھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!میرے پاس جو محکمہ کی طرف سے جواب ہے اس میں محترمہ درست فرما رہی ہیں کہ 1039.945ملین روپے رقم لکھی گئی جو ٹیچرز ٹریننگ پر08-2007میں خرچ کی گئی تھی اور حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کی جانے والی رقم 138.73ملین روپے اور UNICEF کی طرف سے فراہم کی جانے والی رقم1.215ملین روپے ہے۔

جناب سپیکر: اس کو ذرا جمع کر کے دیکھیں کہ کتنی بنتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 139.945 ملین روپے بنتی ہے۔

جناب سپیکر: باقی کہاں گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ clerical mistake ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ clerical mistake کہہ رہے ہیں۔ ان کو اس بات پر معاف کر دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ اتنی بڑی رقم کا معاملہ ہے اور اس کو clerical mistake کہنا مناسب ہے؟ کیا یہ واقعی ٹیچرز کی ٹریننگ پر خرچ ہوئی ہے اور ٹرانسپورٹ پر اس میں سے کتنا خرچ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر جو ٹرانسپورٹ کے بارے میں پوچھ رہی ہیں اس وقت میرے پاس تفصیل تو نہیں ہے کیونکہ جو انہوں نے پوچھا تھا اس کا جواب ہم نے ان کو دے دیا ہے۔ اگر یہ معزز ممبر ٹرانسپورٹ کی تفصیل چاہ رہی ہیں تو یہ نیا سوال بنتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جن اساتذہ کو ٹریننگ دی گئی ہے اور اتنی خطیر رقم خرچ بھی کی گئی ہے تو ان سکولوں کے رزلٹ پر کیا اثرات ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، آپ نے ضمنی سوال سنا ہے تو آپ اس کا جواب بتائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Directorate Staff Development کے under ہمارے Teachers Training Institutes ہیں اس کے تحت پورے پنجاب میں 33 کالج بھی ہیں جہاں پر ہم ٹیچرز کو trained کرتے ہیں اور ٹیچرز trained کر کے سکولوں میں بھیجتے ہیں تو وہاں پر سکول کی performance بہتر ہوتی ہے۔ جہاں تک mistake کا معاملہ ہے تو میں پھر کہوں گا کہ ہم اس کو چیک کر لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ پوچھ رہی ہیں کہ پہلے کی نسبت کتنی بہتری آئی ہے تو وہ آپ overall بتا دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! پہلے کی نسبت بہتری آئی ہے اور جب ہم ٹیچرز trained کر کے سکولوں میں بھیجتے ہیں تو ان کے results بہتر ہوتے ہیں۔ اگر معزز ممبر اس کی تفصیل چاہ رہی ہیں تو overall ان کا fresh question بنتا ہے۔ ہم جن ٹیچرز کو جن institutes سے لے کر آئے اور جب وہ ان institutes میں واپس گئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، fresh question کی بات نہیں ہے یہ تو general knowledge کی بات ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ہمارے سکولوں کے results overall بہتر ہوئے ہیں۔ اس میں اگر یہ تفصیل چاہ رہے ہیں۔۔۔

MR.SPEAKER: My dear you are the In-charge Minister, you should know.

آپ اس میں کتنے فیصد بہتری لے کر آئے ہیں یہ تو آپ کو خود پتا ہونا چاہئے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس میں کافی بہتری آئی ہے اور percentage کے حساب سے میرے پاس اس وقت exact figures نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ صرف مجھے لاہور بورڈ کا رزلٹ بتا دیں کہ پہلے کتنے فیصد تھا اور اب کتنے فیصد ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! It is not a relevant question.

جناب سپیکر: جی، آپ اس کو چھوڑیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب! آپ گوہر افشانی فرمائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ تقریباً آپ نے پانچ چھ موقعوں کے بعد مجھے اجازت دی ہے تو میں آپ کا زیادہ مشکور ہوں۔ اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 139 ملین روپے کی

ایڈیشنل رقم تربیتی ورکشاپوں میں خرچ کی گئی ہے تو کیا یہ سرکاری سٹاف پر خرچ ہوئی ہے یاNGOs کو ادا کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ہمارے پاس گورنمنٹ کے institutes میں موجود سرکاری ٹیچرز پر یہ رقم خرچ کی گئی ہے اور یہ صرف اور صرف گورنمنٹ کے اساتذہ کرام پر ہی خرچ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ کا کون سا سوال رہ گیا ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اتنی بڑی رقم ٹیچرز ٹریننگ پر خرچ ہوئی ہے اور اس کے رزلٹ کے بارے آپ کو مجھ سے بہتر پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا تو رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو training دی جارہی ہے اس کے بعد کیا محکمہ ان اساتذہ کو bound کرتا ہے کہ وہ اپنے سکولوں میں پڑھائیں یا وہاں پر تعلیم دیں یا انہوں نے اپنی اکیڈمیاں کھولی ہوئی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! محکمہ اساتذہ کو bound کرتا ہے کہ وہ بہتر طریقے سے تعلیم دیں۔ ان کو training بھی اس لئے دی جاتی ہے کہ وہ واپس اپنے اداروں میں، سکولوں میں جاکر بہتر طور پر perform کر سکیں اور ہمارے بچوں اور بچیوں کو بہتر طور پر زیورِ تعلیم سے آراستہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجھ سے میٹرک کے لاہور بورڈ کا رزلٹ پوچھا تھا تو پچھلے سال گیارہ ہزار لوگوں کا A+ گریڈ تھا اور اس سال جو 2010 کا رزلٹ آیا تھا اس میں سترہ ہزار بچوں کا A+ گریڈ تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): اس میں Matric level پر improvement ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اسی طرح سب جگہ بہتری لائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے grade-5 اور grade-8 کے results میں بھی ہر سال بہتری آتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ ایک بات اور پوچھ رہی ہیں کہ انہوں نے اپنی اکیڈمیاں کھولی ہوئی ہیں اس کا آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! ہو سکتا ہے کہ کئی اساتذہ نے اکیڈمیاں کھولی ہوں اور ظاہر ہے کہ جو اکیڈمیاں private sector میں کھلی ہوتی ہیں وہ ہمارے ہی مختلف اساتذہ کرام ہوتے ہیں جو private sector میں جا کر اکیڈمیاں کھول لیتے ہیں۔ اس میں یہی ہے کہ ہم اپنے طور پر تو ان کو discourage کرتے ہیں کہ اکیڈمیاں نہ کھولیں اور طلباء و طالبات کو بہتر طور پر پڑھایا جائے اور گورنمنٹ کے اداروں میں پڑھنے والے طلباء و طالبات کو ان اکیڈمیوں میں نہ جانا پڑے مگر یہ ایک مسئلہ ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو کسی طرح سے ختم کیا جائے اس پر پہلے بھی ہماری کافی discussions ہو چکی ہیں کہ ان اکیڈمیوں اور ٹیوشن سنٹرز کو کیسے discourage کیا جائے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ دو سوال پوچھ چکے ہیں اب میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا، بڑی مہربانی۔ اب اگلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے۔ آپ کا آگے کوئی سوال تو نہیں ہے؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں، وہ بہت آگے ہے۔ سوال نمبر 2608 ہے۔ جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سکول کونسلوں کی کارکردگی و دیگر تفصیلات

*2608:چودھری ظہیر الدین خان:کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع 63,000 سے زائد سرکاری سکولوں میں قائم سکول کونسلوں کی کارکردگی بہتر بنانے اور ممبران کی از سر نو تربیت کرنے کے لئے آٹھ کروڑ روپے مختص کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2000 میں ان مینجمنٹ کمیٹیوں کا نام تبدیل کر کے سکول کونسل کا نام دے دیا گیا اس کے بعد یہ سکول کونسلیں غیر متحرک ہو گئیں اور ان کے قیام کے جو اغراض و مقاصد تھے وہ بھی پورے نہیں ہو سکے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں چالیس ہزار سکول بغیر چار دیواری کے ہیں اور ہزاروں سکولوں میں واش روم تک نہیں جن میں طالبات کے سکول بھی ہیں؟

(د) مذکورہ حقائق کی روشنی میں کیا حکومت 8 کروڑ روپے کی رقم ممبران کی تربیت پر خرچ کرنے کی بجائے سکولوں میں بنیادی سہولتیں از قسم پانی، بجلی، گیس، لیبارٹری مع آلات، باتھ رومز اور چار دیواریوں پر خرچ کرنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے سکول کونسل استعداد کار پروگرام کے تحت جون 2007 میں 780.858 ملین روپے کی لاگت کے PC-1 کی منظوری دی گئی مگر ناگزیر وجوہ کی بنیاد پر جنوری 2010 کو PC-1 پر نظر ثانی کی گئی۔

نظر ثانی کے بعد PC-1 کی کل لاگت 974.736 ملین روپے نکلی جبکہ اس کا دائرہ 56552 سکولوں تک وسیع ہو گیا اس پراجیکٹ کے تحت یہ پروگرام تین مراحل میں مکمل ہو گا۔ ہر سکول کونسل کے لئے -/18,000 روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس سلسلے کا پہلا مرحلہ مکمل ہو چکا ہے اور دوسرا مرحلہ رواں مالی سال میں زیر تکمیل ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مینجمنٹ کمیٹیوں کا نام تبدیل کر کے سکول کونسل کا نام دے دیا گیا ہے تاہم یہ درست نہیں ہے کہ یہ سکول کونسلیں غیر متحرک ہو گئی ہیں۔ درحقیقت سکول کونسلوں کے ذریعے سرکاری سکولوں کے معاملات بہترین طریقے سے چلائے جا رہے ہیں۔ اسی بہتر کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ چھ اضلاع میں شروع کئے جانے والے پائیلٹ پراجیکٹ کا دائرہ اب صوبہ کے تمام 36 اضلاع تک وسیع کیا جا رہا ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم کے اکتوبر 2009 کے اعداد و شمار کے مطابق 9,252 سرکاری سکول بغیر چار دیواری کے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 9,502 سرکاری سکولوں میں ٹائلٹ / واش روم کی سہولت میسر نہیں ہے۔ان میں 2,843 سکول طالبات کے ہیں جہاں ٹائلٹ کی سہولت موجود نہیں ہے۔ تفصیل منسلکہ گوشوارہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا سکولوں میں مسجد مکتب، نان فنکشنل اور بغیر عمارت کے سکول شامل نہیں ہیں۔

(د) جہاں تک سرکاری سکولوں میں ضروری سہولیات کی فراہمی کا تعلق ہے اس کے لئے حکومت الگ اس فنڈز مختص کرتی ہے۔ سکول کونسلیں چونکہ سکولوں کے معاملات بہترین طریقے سے انجام دے رہی ہیں ایسے میں سکول کونسلوں کے فنڈز ضروری سہولیات کی فراہمی کے لئے مختص فنڈز میں ضم کرنے سے سکولوں کی کارکردگی بُری طرح متاثر ہو سکتی ہے جو کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ سکولوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی بھی اگر سکول کونسلوں کے ذریعے کی جائے تو اس کے نتائج مزید بہتر ہو سکتے ہیں۔

نوٹ: سکول کونسلوں کی Capacity Building ورلڈ بنک کے قرضے کی شرائط کے Disbursement Linked Indicators DLIs میں شامل ہے۔اس کے پروگرام میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب جز (الف) پر غور کر لیں تو اس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "حکومت پنجاب کی طرف سے سکول کونسل استعداد کار پروگرام کے تحت جون 2007 میں 780.858 ملین روپے کی لاگت کی PC-1 کی منظوری دی گئی مگر ناگزیر وجوہ کی بنیاد پر جنوری 2010 کو PC-1 پر نظر ثانی کی گئی"۔ان سے یہ پوچھا گیا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبے میں 63,000 سے زائد سرکاری سکولوں میں سکول کونسل کی کارکردگی بہتر کرنے کے لئے آٹھ کروڑ روپے مختص کئے ہیں؟" ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے 63000 سکولوں کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لئے PC-1 پر نظر ثانی کی ہے اور اس کا دائرہ وسیع کر دیا ہے جبکہ جو دائرہ وسیع کیا گیا ہے اس میں یہ سکولوں کی تعداد 56552 بتا رہے ہیں۔جہاں تک میں نے ریاضی پڑھا ہے تو 56552 سکولوں کو

اگر آپ 63000 سکولوں میں سے minus کرتے ہیں تو 6500 سکولوں کا difference آتا ہے تو یہ تو دائرہ کم ہو رہا ہے۔ محکمے نے یہ کیوں کہا ہے کہ دائرہ وسیع کیا گیا ہے اور یہ جو لکھا ہوا ہے کہ ناگزیر وجوہات تو وہ ناگزیر وجوہات کے بارے میں ذرا detail سے بتادیں؟

جناب سپیکر: اصل بات تو یہی ہے کہ ناگزیر وجوہات کی بناء پر کیا گیا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے محکمے نے کہا ہے کہ انہوں نے PC-1 کو revised کیا تاکہ سکولوں کا دائرہ بڑھایا جائے تو 63000 سکولوں کی بجائے 56552 سکولوں سے انہوں نے دائرہ وسیع کیا ہے، یہ دائرہ تو کم ہوا ہے، وسیع کہاں سے ہو گیا؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پھر یہ کیا ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): یہ تقریر ہے۔

جناب سپیکر: .Please no cross talk پھر آپ کہیں گے کہ میرا نام لیتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع 63,000 سے زائد سرکاری سکولوں میں قائم سکول کونسلوں کی کارکردگی بہتر بنانے اور ممبران کی از سر نو تربیت کرنے کے لئے آٹھ کروڑ روپے مختص کئے ہیں؟" جواب میں سکولوں کی تعداد 56552 لکھی ہے اگر آپ اس پورے جواب کو دیکھیں تو اس میں کہیں یہ mentioned نہیں کیا گیا کہ ہم 63000 سکولوں کے درمیان سکول کونسل بنا رہے ہیں۔ 2010 میں جو PC-1 finalized کیا گیا اس میں 63000 میں سے 56552 سکولوں میں سکول کونسل بنانے کا گورنمنٹ نے ارادہ کیا جس کے لئے PC-1 کو finalize کیا گیا اور جو ہمارے پاس پرانی figures تھیں جن کی یہ بات کر رہی ہیں تو ان چھ ہزار سکولوں میں پہلے ہی سکول کونسلیں بنی ہوئی تھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنا سوال repeat کر دیتی ہوں۔ جز (الف) میں یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ 63000 سے زائد سرکاری سکولوں کے لئے آٹھ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے؟" اگر وزیر موصوف صاحب اس کا جواب تفصیل سے پڑھ لیں تو انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ "حکومت پنجاب کی طرف سے سکول کونسل استعداد کار پروگرام کے تحت جون

2007 میں 780.858 ملین روپے کی لاگت کے PC-1 کی منظوری دی گئی مگر ناگزیر وجوہ کی بنیاد پر جنوری 2010 کو PC-1 پر نظر ثانی کی گئی۔" اس کا مطلب ہے کہ محکمے نے مانا، دوسرا آگے یہ کہہ رہے ہیں کہ نظر ثانی کے بعد PC-1 کی کل لاگت 974.736 ملین روپے نکلی جبکہ اس کا دائرہ 56552 سکولوں تک وسیع ہو گیا تو انہوں نے amount بڑھا کر دائرہ وسیع تو نہیں کیا، ایک سال نظر ثانی کرنے کے باوجود انہوں نے سکولوں کا دائرہ کم کیا ہے۔

جناب سپیکر: بھئی! ان کو ذرا اچھے طریقے سے بات سمجھائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ اس طرح ہے کہ پہلے ہمارا یہ سکول کونسل والا پروگرام چھ اضلاع میں چل رہا تھا۔ اب گورنمنٹ نے اس کا دائرہ وسیع کیا ہے۔ ہم چھ اضلاع سے انتیس اضلاع میں چلے گئے تو ان انتیس اضلاع کے سکولوں کی تعداد 56552 بنتی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر آپ اس سے satisfied ہیں تو آپ مجھے بتادیں کیونکہ میں تو اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ یہ ایک غلط جواب ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کا جواب غلط ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ بتادیں اگر آپ کہتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کہہ رہی ہیں، میں نہیں کہہ رہا۔

جناب محمد جمیل شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ سے متعلقہ سوال نہیں ہے۔ یہ سوال اُدھر سے ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں نے تو اس کی detail ان کو بتادی ہے کہ ہم چھ اضلاع سے انتیس اضلاع پر لے گئے ہیں۔ جس وقت 2007 میں یہ سوال آیا تھا پینتیس اضلاع تھے اب چھتیس اضلاع ہیں ان پر جائیں تو 63000 سکول بنتے ہیں اور چھ اضلاع میں already working ہو رہی ہے اور اگر ہم انتیس اضلاع میں آتے ہیں تو 56552 سکول بنتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محکمے کو اس سوال کی تاریخ وصولی 14۔جنوری 2009 ہے اور اس کا جواب 8۔جنوری 2011 کو آیا ہے۔ یہ سوال کوئی 2007 میں نہیں پوچھا گیا۔ میں پھر پڑھ دیتی ہوں کہ "کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع 63000 سے زائد سکولوں میں قائم سکول کونسل

کی کارکردگی بہتر بنانے اور ممبران کی از سرِ نو تربیت کے لئے آٹھ کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔" Hon'able Minister نے ابھی یہ کہا کہ ایسا ہم نے کچھ نہیں کہا جبکہ جز (الف) کا جواب ان کے ڈیپارٹمنٹ نے جو دیا ہے اس میں وہ own کر رہے ہیں کہ "ہاں! یہ درست ہے۔ "780.858 ملین روپے یہ تقریباً آٹھ ملین روپے ہی ہوتے ہیں تو پہلے محکمہ own کر رہا ہے پھر ساتھ ہی محکمہ یہ کہتا ہے کہ ہم نے ایک سال اس پراجیکٹ کو اس لئے روکے رکھا کہ ہم اس کا دائرہ وسیع کرنا چاہتے تھے لیکن 63000 سکولوں کی بجائے یہ 56552 سکول کر دیئے۔ میں مختصراً صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ دائرہ وسیع ہوا ہے یا کم ہوا ہے اور اگر کم ہوا ہے تو انہوں نے اس پر لاگت کیوں بڑھا دی ہے اور صوبے پر مزید بوجھ کیوں ڈال دیا ہے اس کی وجہ بتائیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے یہ 63000 تھا اب یہ 56552 ہو گیا ہے تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کا دائرہ وسیع کیا ہے۔ اس کا فرق بتائیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ یا تو آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا یا ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کو explain کر رہا ہوں کہ پہلے اس کا دائرہ چھ اضلاع تک تھا اس میں چھ اضلاع کا PC-1 مختلف تھا۔ اب ہم اس کا دائرہ انتیس اضلاع پر لے کر آئے ہیں تو پھر انتیس اضلاع میں 56552 سکول بنتے ہیں اور اگر ہم اپنے پینتس اضلاع کے مطابق بات کریں جب اس project پر کام شروع ہوا تھا تو اس کے مطابق 63000 سکول بنتے ہیں۔ میں یہ simple سی چیز explain کر رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں ایک simple سی بات پوچھ رہی ہوں کہ 6500 سکولوں کو کم کر کے آپ ان کو بیس اضلاع میں لے جائیں، سو اضلاع میں لے جائیں مگر 6500 سکول کم ہو رہے ہیں---

جناب سپیکر: اب انہوں نے rationalization کی بات کی ہے ناں!

محترمہ سیمل کامران: تو آپ دائرہ وسیع کیسے کر سکتے ہیں، کوئی چار پانچ سکول نہیں ہیں 6500 سکولوں کا difference ہے۔ اتنے سکولوں کو کم کر کے دائرہ وسیع کیسے ہو گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں پھر وہی کہوں گا کہ 63000 سکول پینتیس اضلاع میں تھے جو اب چھتیس اضلاع ہو گئے ہیں---

محترمہ سیمل کامران: جناب والا!6500 سکول ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا!6500 سکول تو نہیں ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: آپ difference calculate کر لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا!چھ اضلاع میں 6500 سکول تھے جن میں already وہ پروگرام شروع ہو چکا تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!ضمنی سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے،ان سے کہیں کہ اتنا لمبا سوال نہ کیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے!تشریف فرما ہیں؟۔۔۔نہیں ہیں، dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا!میں آئی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ بولتی کیوں نہیں ہیں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا!میں کھڑی تو ہو گئی ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا جی،فائدہ کیا ہوا؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا!mike on ہو تو میں بولوں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔سوال نمبر بولیں۔

محترمہ انجم صفدر: سوال نمبر2642 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم سی بوائز پرائمری سکول پیپلز کالونی نمبر2 فیصل آباد کی عمارت کی تفصیلات

*2642: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایم سی بوائز پرائمری سکول پیپلز کالونی نمبر2 فیصل آباد کی عمارت کب تعمیر ہوئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت انتہائی پرانی اور بوسیدہ ہو چکی ہے اور یہ کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت کی تعمیر و مرمت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ایم سی بوائز پرائمری سکول پیپلز کالونی نمبر 2 فیصل آباد کی عمارت 1964 میں تعمیر ہوئی تھی۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ سکول کی عمارت پرانی اور بوسیدہ ہے جس کے پیش نظر اس پرانی عمارت کو بند کر دیا گیا ہے اور طلباء کی کلاسز کو نئی عمارت میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔

(ج) بوسیدہ عمارت کے علاوہ 4 نئے کمرے اور آفس برائے ہیڈ ماسٹر سال 2007 میں تعمیر ہو چکے ہیں جبکہ سکول ہذا میں طلباء کی تعداد 170 ہے جس میں فی کمرہ 40 طلباء بیٹھ سکتے ہیں جو سکول کی ضرورت کے مطابق بہت ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! اس سوال کے جواب جز (ب) میں لکھا ہے، ہاں یہ درست ہے کہ عمارت پرانی اور بوسیدہ ہے جس کے پیش نظر اس پرانی عمارت کو بند کر دیا گیا ہے اور طلباء کی کلاسوں کو نئی عمارت میں shift کر دیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی پرانی عمارت میں بچے آج بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اس عمارت میں پرائمری سکول کے بچے ہیں۔ یہاں پر جواب غلط دیا گیا ہے کہ بچوں کو نئی عمارت میں shift کر دیا گیا ہے۔ سکول تو وہیں پر موجود ہے، وہی عمارت ہے اس کی مرمت کرنے کی بجائے یہاں پر جواب دے دیا گیا ہے کہ نئی عمارت بنا دی گئی ہے، عمارت تو کوئی change نہیں کی گئی جبکہ پرائمری سکول وہیں پر موجود ہے، وہی عمارت بچوں کے استعمال میں ہے اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ مجھے اس کا غلط جواب کیوں دیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کی جو latest details ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں کیونکہ جب اس سوال کا جواب یہاں پر بھیجا گیا تو اس کی different details تھیں اور جو میرے پاس ہیں وہ مختلف ہیں۔ میرے پاس جو تفصیلات ہیں اس میں یہ ہے کہ ایم سی بوائز پرائمری سکول پیپلز کالونی نمبر 2 فیصل آباد کی عمارت 1964 میں تعمیر ہوئی تھی۔ ہاں یہ درست ہے کہ سکول کی عمارت پرانی اور بوسیدہ ہے جس کے پیش نظر طلباء کی classes کو نئی عمارت میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اس عمارت کی مرمت کے لئے ایم پی اے گرانٹ برائے missing facilities 2010-11 میں

رقم مختص کی گئی ہے ۔ کام جلد شروع ہو جائے گا، تفصیل ہذا (لف) ہے۔ای ڈی او فیصل آباد نے latest تفصیل جو ہمیں کل بھجوائی ہے میں ان کو provide کر دیتا ہوں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! چار نئے کمرے تعمیر ہوئے ہیں اور پرائمری سکول کی جو کلاسیں ہوتی ہیں وہ چھ ہوتی ہیں۔ وزیر تعلیم کو ان کے محکمے نے یہ نہیں بتایا کہ چار نئے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں تو پہلی جماعت سے لے کر پانچویں جماعت تک کے بچوں کے لئے کمرے ہیں،ایک کلاس کے بچے کہاں miss کئے ہیں ان کو کہاں بٹھایا ہے، کیا آپ نے ان کو صحن میں بٹھایا ہے ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس میں یہ ہے کہ چار نئے کمرے اور آفس برائے ہیڈ ماسٹر سال 2007 میں تعمیر ہو چکے ہیں جبکہ سکول ہذا میں طلباء کی تعداد 175 ہے جس میں فی کمرہ 40 طلباء بیٹھ سکتے ہیں جو سکول کی ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔ یہ درست فرما رہی ہیں 2010-11 کی missing facilities کی لسٹ میں اس کے لئے funds رکھے گئے ہیں۔ یہ جو فرما رہی ہیں کہ ایک کمرہ کم ہے اور دیگر بھی جو وہاں پر missing facilities ہیں، 2010-11 میں اس کے لئے funds مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ۔۔۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! میرا سوال بہت واضح ہے اور میں آپ کی اس بات کو بھی درست مان لیتی ہوں کہ آپ نے پرانی عمارت بند کر دی، چار نئے کمرے تعمیر کروائے ایک ہیڈ مسٹریس یا ہیڈ ماسٹر کا کمرہ تعمیر کروا دیا، پانچ جماعتوں کے بچوں کے لئے تو کمرہ ہے،ایک جماعت کے بچے کہاں پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟ کیا وہ کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا ہیڈ ماسٹر/ہیڈ مسٹریس کے کمرے میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ درست فرما رہی ہیں ، انہوں نے وہاں موقع پر visit کیا ہوگا کہ وہ درخت کے نیچے یا کہیں باہر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں کیونکہ پنجاب میں بہت سے سکول ایسے ہیں جن میں missing facilities ہیں، میں نے وہی عرض کیا ہے کہ اس سال کے بجٹ میں ان کے لئے funds رکھے گئے ہیں اور میرے خیال میں وہ بچے برآمدے میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! یہ وہ تلخ حقائق ہیں جس میں پچھلی حکومت نے بھی پڑھے لکھے پنجاب کا نعرہ لگایا اور مجھے دُکھ ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے educationکو priorityپر رکھا تھا کہ emergencyکی بنیاد پر ہمیں بچوں کو تعلیم دینی چاہئے اور ہمارے اس سکول کی یہ حالت ہے۔ Primary Education ہماری basic education ہے stateکی ذمہ داری ہے کہ ہر بچے کو basic تعلیم دی جائے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، آپ اتنی لمبی چوڑی تقریر نہ کریں، ان کا mikeبند کریں۔ وہ آپ کا کام مکمل کر دیں گے۔ اگلا سوال جناب احمد علی ٹولو صاحب کا ہے۔

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! میرے دوسرے سوال کے جواب میں۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! پہلے سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں۔ سوال نمبر 2670 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قصور-پی پی 178 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2670 چودھری احمد علی ٹولو: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-178 قصور میں مڈل اور ہائی سکول برائے طلباء وطالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان تمام سکولوں میں سائنس ٹیچرز موجود ہیں، کتنی سیٹیں خالی پڑی ہیں اور ان سیٹوں پر مذکورہ اساتذہ کی تقرری کب تک کی جائے گی؟

(ج) کتنے سکولوں میں سائنس لیبارٹریز موجود ہیں اور ان لیبارٹریز میں تجربات سے متعلقہ تمام آلات موجود ہیں، اگر نہیں تو کب تک مہیا کر دیئے جائیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-178 قصور میں مڈل اور ہائی سکول برائے طلباء وطالبات کی تعداد درج ذیل ہے۔

ہائی مدارس کی تعداد طلباء =	09	طالبات = 05	کل = 14
مڈل مدارس کی تعداد طلباء =	10	طالبات = 08	کل = 18

(ب)

1۔ تعداد سکول جن میں سائنس ٹیچرز موجود ہیں۔مردانہ=07زنانہ=02میزان=09

2۔ تعداد سکول جن میں سائنس ٹیچر کی اسامی خالی ہے۔مردانہ=02زنانہ=00میزان=02

نوٹ: تین گرلز سکول میں SSTسائنس ٹیچر کی اسامی منظور ہی نہ ہے۔یہ سکول ہارڈ ایریا میں ہے۔

3۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھرتی پر مکمل پابندی ہے۔جونہی پابندی ختم ہو گی سائنس ٹیچرز کی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی

(ج) حلقہ پی پی۔178میں پانچ سکولوں میں سائنس لیبارٹری کی سہولت موجود ہے اور لیبارٹریز میں تجربات کے متعلقہ تمام آلات بھی موجود ہیں۔باقی سکولز میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں جونہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ان سکولز میں لیبارٹریز تعمیر کروا دے گی تو ان لیبارٹریز میں تجربات کے متعلقہ تمام آلات مہیا کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ب)(2)میں ایک نوٹ دیا گیا ہے اس کو kindlyغور سے دیکھ لیں۔تین گرلز سکولوں میں ایس ایس ٹی سائنس ٹیچروں کی اسامیاں منظور ہی نہ ہیں کیونکہ یہ سکول Border Areaمیں ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Border Areaسے اگر بندے اسمبلیوں میں آ سکتے ہیں تو وہاں پرScience Teachersکیوں نہیں جا سکتے؟(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس پر میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر تعلیم صاحب!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔مجھے پہلے ان کے سوال کا جواب لینے دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! انتہائی ضروری سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے ان کے سوال کا جواب لینے دیں، جن کا سوال ہے آپ اُن کو بولنے دیں۔جی، فرمائیں!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! Border Area سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں ہے SST Teachers کی سیٹوں کی approval ہوتی ہے اور محکمہ کی طرف سے جواب جو دیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ تین گرلز سکولوں میں SST Science Teachers کی اسامیاں منظور ہی نہیں ہیں اس لئے Border Area سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: تعلق تو پھر آپ نے ظاہر کر دیا ہے۔ آپ نے تو لکھ دیا ہے، میں نے تو نہیں لکھا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! hard area لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا hard area ہے۔ Border نہیں ہے hard area ہے۔ اب آپ ان سے hard area کا مطلب پوچھیں۔

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! hard area کا مطلب بھی سمجھایا جائے، کیا وہاں پاکستانی نہیں رہتے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں وہ آپ سے hard area کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس جو اس سوال کا جواب ہے اس میں hard area نہیں لکھا ہوا اور وہی میں دیکھ رہا تھا۔

جناب سپیکر: اس کو اب آپ hard area پڑھ لیں یا Border Area پڑھ لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! hard area ہی ہے مگر اس میں نہیں لکھا ہوا اور hard areas ہمارے وہ areas ہوتے ہیں جیسے most rural areas ہیں جہاں پر لوگوں کا جانا مشکل ہوتا ہے یا جن علاقوں میں سکول ٹیچر جانا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ بہت far-flung areas ہوتے ہیں ان کو ہم hard areas کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کون سا گاؤں ہے مجھے بھی بتا دیں؟

چودھری احمد علی ٹولو: اس کا نام "سیجرا" ہے۔

جناب سپیکر: سیجرا؟

چودھری احمد علی ٹولو: جی، جناب!

جناب سپیکر: بات تو ان کی بھی کافی حد تک ٹھیک ہے۔

چودھری احمد علی ٹولو: اس کے علاوہ ایک حسین خان والا ہے، یہاں پر پکی سڑکیں ہیں اور no go area بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، ان کے لئے posts sanction کروائیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ہم آپ کے لئے یہ as a special case کرواتے ہیں۔

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! میں نے 17-جنوری 2009 کو یہ سوال پوچھا تھا اس کا جواب 9-جنوری 2011 کو تقریباً دو سال بعد آیا ہے۔ میرے حلقہ میں boys and girls کے کل 14 ہائی سکول ہیں پانچ میں سائنس لیبارٹریاں موجود ہیں باقی میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری احمد علی ٹولو: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جواب دیا گیا ہے کہ جوں جوں funds آئیں گے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا mike on کریں۔

چودھری احمد علی ٹولو: جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ جب حکومت وہاں بلڈنگ تعمیر کر دے گی تو سائنس لیبارٹریاں جلد بنا دیں گے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو سالوں میں کیا ہوا ہے اور آئندہ کب تک ان سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں مکمل ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: آپ نے یا محکمے نے ضلع کی سطح پر اس بارے میں کوئی تحرک کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم نے 11-2010 کے بجٹ میں سائنس لیبارٹریوں کے لئے خصوصی فنڈز رکھے تھے لیکن چونکہ سیلاب کی وجہ سے ہمارے بجٹ پر cut لگا ہے اور ہمارے funds release ہونے میں تاخیر ہوئی ہے۔ معزز ممبر جو فرما رہے ہیں کہ قصور کے تمام ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں میں تجربات کے لئے آلات و سامان موجود ہے لیکن کچھ سکولوں میں سائنسی آلات اور سامان کی کمی ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمیں جیسے ہی funds release ہوتے ہیں وہ فراہم کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کوئی ٹائم تو بتا دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم کوشش کریں گے کہ اسی مالی سال میں 30۔ جون سے پہلے پہلے فراہم کر دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 30۔ جون سے پہلے پہلے آپ کی لیبار ٹریوں کا کام کروا دیں گے۔

چودھری احمد علی ٹولو: کیا یہ اگلے سال سے پہلے مکمل ہو جائیں گی۔منسٹر صاحب تھوڑی سی یقین دہانی تو کرا دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہیں یقین دہانی کرائیں کہ اگلے سال سے پہلے ہو جائے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، اسی مالی سال میں ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اسی مالی سال کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری کوشش ہو گی کہ اسی مالی سال میں مکمل ہو۔ میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی ایز کو سکول side کے لئے جو funds release ہو رہے ہیں اگر یہ ان فنڈز سے بھی اپنے حلقے کے کسی سکول میں دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع قصور میں تین سال سے جو بے شمار نئے سکول بنے ہوئے ہیں وہاں کوئی ٹیچر نہیں ہے۔دوسری طرف ایسے سکول ہیں جہاں چار دیواری تک نہیں ہے۔ میرے اور آپ کے حلقے میں بھی جو سکول بنے ہوئے ہیں جن کی بہترین بلڈنگز بنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے پہلے انہیں یہ گزارش کر دی ہے کہ جہاں جہاں بلڈنگز بنی ہوئی ہیں مہربانی کر کے جلد از جلد ان کی SNE کروائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ آج سے چھ ماہ پہلے بھی یہی بات ہوئی تھی اور کہا گیا تھا کہ ہم وہاں بہت جلد ٹیچر دے رہے ہیں لیکن ابھی تک وہاں ٹیچر نہیں پہنچے۔اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت اساتذہ کے part time job پر پابندی لگانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: یہ باتیں بھی ہو چکی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اس پر عمل نہ کیا تو پھر academies نہیں رکیں گی۔ان سکولوں کی performance میں اس دن بہتری آئے گی جب elite class کے ماں باپ اپنے بچے ان سکولوں میں بھیجنا پسند کریں گے ورنہ performance کا standard بہتر نہیں ہو سکتا، جو چالیس ہزار ایجوکیٹرز رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جو چالیس ہزار ایجوکیٹرز رکھے گئے ہیں ان کا رزلٹ کیا آ رہا ہے اسی لئے تو ٹیچرز نہیں پہنچ رہے اگر نہیں پہنچ رہے تو کیوں نہیں پہنچ رہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! چالیس ہزار نہیں بلکہ چونتیس ہزار ایجوکیٹرز کی recruitment ہوئی تھی۔۔۔

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جن جن اداروں میں وہ اساتذہ گئے ہیں وہاں ان کی بڑی اچھی performance ہے۔ہم نے اس میں ٹیچرز کے لئے minimum criteria Bachelor Degrees کا رکھا تھا اس میں ہمارے 73 فیصد اساتذہ ماسٹر ڈگری holder ہیں، ان میں تین فیصد پی ایچ ڈی ہیں اور باقی Bachelor Degrees والے تھے۔اس دفعہ جو ایجوکیٹرز recruit کئے گئے ہیں یہ جن جن اداروں میں گئے ہیں وہاں پر ان کی performance بہت اچھی ہے اور وہ بہتر طور پر ہمارے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ سب کے سب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے لئے گئے ہیں اور ابھی ان کی رپورٹ کے مطابق تین دن پہلے جو دھماکا ہوا ہے اس کے اندر بوگس تقرریاں ہوئی ہیں، گھوسٹ لوگوں کو payments کی جا رہی ہیں، میں ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور on record لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کی بات سنیں اور اس پر عمل کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

معزز ممبران: وقفہ سوالات کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں دیکھتا ہوں، ابھی ایک منٹ رہتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 2677 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت تحصیل بھلوال کو فنڈز کی فراہمی

***2677: محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت کتنی رقم سالانہ تحصیل بھلوال میں کن کن مقاصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کون کون سے سکولوں کی عمارات کتنی لاگت سے مکمل ہوئیں یا زیر تعمیر ہیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کن کن سکولوں میں اس پروگرام کے تحت فرنیچر اور دیگر سامان فراہم کیا گیا؟

(د) جن سکولوں کی عمارات نہ ہیں حکومت ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مذکورہ بالا پروگرام کے تحت کب تک فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مالی سال 07۔2006 کے دوران تحصیل بھلوال کو ای ایس آر پروگرام کے تحت 33.326 ملین اور 08۔2007 کے دوران 36.259 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔ یہ رقم جن مقاصد کے لئے استعمال ہوئی ان کی تفصیل اضافی معلومات میں فراہم کی گئی ہے۔

(ب) جن سکولوں پر یہ رقم کام مکمل کرنے پر خرچ ہوئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فرنیچر کے لئے فراہم کی گئی رقم سکول وار اور سال وائز تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جن سکولوں کی عمارات نہ ہیں اور عمارات کی تعمیر کے لئے زمین محکمہ تعلیم کے نام موجود ہے ان کو ہر سال رقم کی دستیابی کے مطابق عمارات فراہم کی جارہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ تفصیل ایوان کی میز سے لے لیں۔ میں نے جو تفصیل لی ہے وزیر صاحب بھی 08-2007 کی تفصیل دیکھ لیں۔ اس میں سیریل نمبر 9 پر گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چنی سیداں کا ذکر کیا گیا ہے میں سب سے پہلے تو وزیر تعلیم کے علم میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ اس میں جو ذکر کیا گیا ہے کہ اس کی مکمل چار دیواری تعمیر نہیں کی گئی جبکہ اس گاؤں میں سرے سے گرلز سکول ہے ہی نہیں۔ یہاں پر سکول ضرور ہے لیکن یہ بوائز سکول ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں گرلز سکول ہے ہی نہیں۔ بقول ان کے مجھے نہیں پتا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بالکل سیریل نمبر 9 پر گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول لکھا ہوا ہے اور یہ typing error ہو سکتی ہے اگر یہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں نہیں تو میں اسے دیکھ لیتا ہوں چونکہ میں نے موقع پر سکول visit نہیں کیا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیر صاحب اسے چیک کر لیں۔ اسی سوال میں فرنیچر کی مد میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ show کیا ہوا ہے۔ یہ confirmed بات ہے اور وہاں سے چیک بھی کروایا گیا ہے and you can get it verified یہاں آج تک فرنیچر مہیا نہیں کیا گیا لہذا ذرا اس کی وضاحت فرما دیجئے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): آپ بوائز سکول کا پوچھ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: اگر آپ اس کی تفصیل دیکھیں تو اس میں فرنیچر کی مد میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ show کیا ہوا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، اس میں boundary wall اور فرنیچر کا دیا گیا ہے اور فرنیچر کی مد میں سکول کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اب تو اس کی چار دیواری مکمل کی گئی ہے اور نہ ہی وہاں پر فرنیچر مہیا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*1759: **محترمہ انجم صفدر:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام کب عمل میں آیا، اس بورڈ کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور اس کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(ب) امسال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ بھر کے کتنے سکولوں کے کتنے طلباء شریک ہوئے اور ان کا رزلٹ کیا رہا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ امسال بہت سے سکولوں کا نتیجہ انتہائی خراب بلکہ 0 فیصد بھی رہا؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب درست ہے تو کیا ایسے سکولوں کے اساتذہ اور ان کے انچارجوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایگزامینیشن کمیشن یکم جنوری 2006 کو بمطابق مجریہ نمبری 2006(Schools)/No.(PEC)1-1 مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا (منسلکہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ ادارہ یونیسیف کی تکنیکی معاونت سے قائم کیا گیا ہے جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ان امتحانات یعنی گریڈ 5 اور گریڈ 8 کا انعقاد کروانا جو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نہیں لے رہے۔

2۔ طریقہ ہائے امتحانات کی تحقیق کرنا۔

3۔ تعلیم کے مختلف پہلوؤں یعنی نصاب، طریقہ تدریس، امتحانات وغیرہ میں تحقیق کا استعمال۔

4۔ طلبہ کی تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنا۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے قیام سے پیشتر یہ ضلع میں محکمہ تعلیم کے ضلعی افسران جماعت پنجم اور ہشتم کے امتحانات کا انعقاد کرواتے تھے اور ہر ضلع کا امتحانی طریقہ اور معیار مختلف ہوتا تھا۔ ماہرین تعلیم نے ان امتحانات کا جائزہ لیا اور تحقیق کر کے ثابت کیا یہ طریقہ غیر معیاری اور جدید طریقہ ہائے امتحانات سے بہت کم درجہ پر ہے۔ ماہرین تعلیم نے حکومت پنجاب کو سفارشات پیش کیں کہ ایک ایسا خود مختار ادارہ قائم کیا جائے جو بین الاقوامی معیار کے مطابق ایلیمنٹری کی سطح پر امتحانات منعقد کروائے اور طلبہ کی ذہنی سطح کا صحیح اور درست اندازہ لگا کر طلبہ والدین اساتذہ اور دیگر متعلقہ اداروں کو آگاہ کرے تاکہ ان کی صحیح سمت میں ذہنی نشوونما بہتر انداز میں ہو سکے۔

(ب) اس سال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ پنجاب کے 73315 پرائمری اور 27235 مڈل سکولوں کے بالترتیب 015، 44، 10 اور 073، 67، 7 طلباء و طالبات شریک ہوئے۔ رزلٹ کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے نتیجہ 96 فیصد سے زائد رہا صرف گریڈ 8 کے 11 سکولوں اور گریڈ 5 کے 191 سکولوں کا رزلٹ صفر فیصد رہا۔

(د) چونکہ مذکورہ بالا سوال کا جواب ہاں میں نہ ہے۔ لہذا کارروائی کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم وضاحت کی جاتی ہے کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن ایک مشاورتی اتھارٹی ہے۔ اساتذہ اور انچارج صاحبان یا دیگر اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنا اس کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

تحصیل چنیوٹ میں بوائز و گرلز ہائی سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2198: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چنیوٹ تحصیل کی حدود میں بوائز و گرلز ہائی سکولوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) ان سکولوں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل سکول وار فراہم کریں؟

(ج) ہر سکول کتنے رقبہ پر قائم ہے اور ان میں کتنے کمرے ہیں؟

(د) ان سکولوں کی سالانہ مرمت اور عمارات کی تعمیر کے لئے سال 2006 سے آج تک کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) ہر سکول میں سیکشن وار بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(و) کیا جن سکولوں کی عمارات کی گنجائش ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سے کم ہے، حکومت ان سکولوں میں مزید کمروں کی تعمیر کے لئے ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع چنیوٹ کی حدود میں سکولوں کی تعداد کی تفصیل یہ ہے۔

	بوائز	گرلز
ہائر سیکنڈری سکولز	02	02
ہائی سکولز	40	14
کل تعداد	42	16

(ب) 58۔ سکولز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 58۔ سکولز کے رقبے اور کمروں کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 15۔ سکولز جن میں رقم خرچ کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 58۔ سکولز میں بچوں کی تعداد سیکشن وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) تین سکولز میں مزید کمرے تعمیر کر دیئے گئے ہیں اور مزید چار سکولز کو حکومت نے 2010-11 میں ڈویلپمنٹ پیکج میں شامل کر لیا ہے اور باقی سکولز جن میں کمرے بچوں کی تعداد کے لحاظ سے کم ہیں ان میں بھی بتدریج کمرے تعمیر کر دیئے جائیں گے۔

ڈی ایس ڈی لاہور کے قیام کے اغراض و مقاصد اور بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

*2283: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ کب قائم ہوا، اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس کو مالی سال 2006-07، 2007-08 اور 2008-09 کے دوران کتنی رقم سالانہ حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس ڈائریکٹوریٹ کو کتنی مالیت کی امداد کن کن اداروں کی طرف سے ملی اور یہ کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس ادارے نے ٹیچرز کی تربیت پر خرچ کی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران لاہور کے کتنے ٹیچرز کو ٹریننگ دی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ 1959 میں ایجوکیشن ایکسٹنشن سنٹر کے نام سے قائم ہوا۔ 1993 میں اس کا نام ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ رکھا گیا۔2002 میں ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ کو یونیورسٹی آف ایجوکیشن میں ضم کر دیا گیا ہے۔ جولائی 2004 میں اس کو یونیورسٹی آف ایجوکیشن سے علیحدہ کر دیا گیا۔اس کے قیام کے درج ذیل مقاصد متعین کئے گئے۔

(1) حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی کی ایسی سمت کا تعین کرنا جو ایک مربوط نظام قائم کرنے میں مدد دے تاکہ اساتذہ کی تربیت اور ان کے تعلیمی معیار کو اعلیٰ بنیادوں پر استوار کیا جاسکے اور ان کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو ان کی ترقی کی بنیاد بنایا جاسکے۔

(2) سرکاری سکولوں میں سازگار تعلیمی ماحول پیدا کرنے میں صوبائی محکمہ تعلیم کی معاونت کرنا اور ان سکولوں کو سمعی اور بصری معاونات اور کم قیمت / مفت تعلیمی مواد کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔

(3) تربیت اساتذہ کے اداروں کو اس قابل بنانا کہ وہ معیار پیشہ ورانہ تربیت فراہم کر سکیں۔

(4) صوبہ پنجاب میں پرائمری تا ہائر سیکنڈری سطح کے اساتذہ کی تربیت اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کے لئے سرگرمیوں کی عملی منصوبہ بندی کرنا۔

(5) تربیت اساتذہ کے اداروں کو اس قابل بنانا کہ وہ تعلیمی نظام کی جدید بنیادوں پر ترویج کر سکیں اور اساتذہ میں جدید معلومات کے حصول اور تحقیق کا رجحان پیدا کر سکیں۔

(ب) DSD کو حکومت کی جانب سے فراہم کی گئی رقم کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

2006-07	2007-08	2008-09
440.32ملین	785.13ملین	1191.00ملین

(ج) ان سالوں میں مختلف اداروں سے ملنے والی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2006-07	NIL	
2007-08	UNICEF	4.35ملین روپے برائے ڈسٹرکٹ ٹیچر ایجوکیٹر آئی ٹی ٹریننگ
2008-09	UNICEF	11.98ملین روپے برائے فراہمی سہولت انٹرنیٹ ڈسٹرکٹ ٹریننگ اینڈ سپورٹ سنٹر اور کلسٹر ٹریننگ اینڈ سپورٹ سنٹر
....ایضاً....	UNESCO	2.89ملین روپے

Strengthening Teacher Education in Pakistan

(د) ان سالوں کے دوران ٹیچرز کی تربیت پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2006-07	2007-08	2008-09
14.60ملین	138.73ملین	32.43ملین

(ہ) ان سالوں کے دوران لاہور کے 9474 ٹیچرز کو ٹریننگ دی گئی۔

ڈی ایس ڈی لاہور۔منظور شدہ، خالی اسامیاں اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*2284: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ لاہور میں گریڈ 16 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) اس وقت کون کون سے ملازمین کس کس گریڈ اور کس کس پوسٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(د) ان ملازمین کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم تنخواہوں کی مد میں ادا کی گئی ہے؟

(ہ) ان ملازمین کو ان سالوں کے دوران کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی ہے؟

(و) ان ملازمین کے زیر استعمال کتنی اور کون کون سی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر، ماڈل اور قیمت خرید کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ لاہور میں گریڈ 16 تا اوپر کی منظور شدہ 3008 اسامیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

DSD ہیڈکوارٹر	66 اسامیاں
اضلاع	2942 اسامیاں

(ب) ان اسامیوں میں سے مختلف اوقات میں مختلف اسامیاں خالی رہی ہیں اس وقت گریڈ 16 اور اوپر کی 985 خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

DSD ہیڈکوارٹر	24 خالی اسامیاں
اضلاع	961 خالی اسامیاں

(ج) اس وقت جو ملازمین (گریڈ 16 اور اوپر) DSD لاہور اور اضلاع میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ملازمین کی سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران تنخواہوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2007-08 180.02 ملین روپے
2008-09 193.02 ملین روپے

(ہ) ٹی اے ڈی اے کی مد میں درج ذیل رقم ادا کی گئی

2007-08 3 لاکھ 3 ہزار روپے
2008-09 3 لاکھ 73 ہزار روپے

(و) ان ملازمین کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل، ان کے نمبرز ، ماڈل اور قیمت خرید کی تفصیلات ضمیمہ ب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محکمہ تعلیم کے کلرکس کے لئے ہاؤسنگ سوسائٹی سے متعلقہ تفصیل

*2327: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت کا شعبہ تعلیم اپنے کلرکس سے پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے رقم کی کٹوتی کرتا ہے؟

(ب) یہ ہاؤسنگ سوسائٹی کہاں واقع ہے، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں لوگوں کو پلاٹس کی الاٹمنٹ کب اور کس طرح کی جاتی ہے، تفصیل بیان کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سروس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایسے تمام ملازمین جو کہ فاؤنڈیشن کے ممبر ہیں بشمول حکومت پنجاب کا شعبہ تعلیم ، کی کٹوتی بذریعہ دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب یا متعلقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس افسران کرتی ہے۔

(ب) پنجاب گورنمنٹ سروس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے تا حال 09 اضلاع میں ہاؤسنگ سکیموں کے لئے سرکاری زمین حاصل کی ہے ۔ فاؤنڈیشن کی پہلی سکیم موہلنوال لاہور میں ہے جس میں 7 مرلہ گھروں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے، باقی گھروں کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ تاہم فیصل آباد سکیم واقع ستیانہ روڈ میں ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہے۔ اسی طرح رکھ دھمیال سکیم راولپنڈی میں تعمیر کا کام عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ سیالکوٹ، بہاولپور، ملتان، ڈی جی خان، ساہیوال، خانیوال میں زمین حاصل کی جا چکی ہے جن پر انجینئرنگ پلاننگ کا کام شروع ہے۔

(ج) ممبران کی ریٹائرمنٹ کی تاریخ کے حساب سے ان کی سنیارٹی لسٹ بنائی گئی ہے۔اسی سنیارٹی کے حساب سے ان کو گھر الاٹ کئے جائیں گے۔زمین گورنمنٹ مفت فراہم کرتی ہے۔سکیم کی ڈویلپمنٹ اور مکان کی تعمیر کا خرچہ ممبران سے لیا جاتا ہے۔

سکولوں سے متعلق یونیسف کی رپورٹ کی تفصیلات

*2687: چودھری مونس الٰہی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونیسف کی رپورٹ کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے 63ہزار سکولوں میں سے 20ہزار سکولوں میں بچوں کے لئے پینے کے پانی کی سہولت موجود نہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جہاں پانی فراہم ہے وہاں مضر صحت اور گندا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 16313 سکولوں میں ناقص ہینڈ پمپ لگے ہوئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس صورتحال کی اصلاح کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یونیسف کی جس رپورٹ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ روزنامہ "نوائے وقت" میں 15۔جنوری 2009 کو شائع ہوئی تھی جس کے مطابق صوبہ پنجاب کے 63ہزار سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کی سہولت میسر نہیں جبکہ محکمہ تعلیم کے اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور ایسے سکولوں کی تعداد صرف 5,956 ہے جہاں پینے کے پانی کی سہولت فی الوقت میسر نہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا سکولوں میں مسجد مکتب، نان فنکشنل اور بغیر عمارت کے سکول شامل نہیں ہیں۔

(ب) جہاں تک پانی کے مضر صحت اور گندا ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں ابھی تک کوئی سروے ہوا ہے اور نہ ہی کوئی مصدقہ رپورٹ محکمہ تعلیم کے نوٹس میں آئی ہے۔سرکاری سکولوں میں عموماً ہینڈ پمپس لگے ہوئے ہیں جن کی ضروری مرمت سکول کونسل فنڈ سے کی جاتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں بھی کوئی سروے یا مستند رپورٹ موجود نہیں۔

(د) یہ بات وضاحت سے بیان کی جاتی ہے کہ حال ہی میں محکمہ تعلیم (سکولز ڈیپارٹمنٹ) یونیسف کے تعاون سے پنجاب کے 46,717 سرکاری سکولوں میں پینے کے پانی کی ٹیسٹنگ کروائی تاکہ پانی میں آرسینک، فلورائیڈ، نائٹریٹ اور بیکٹیریا کی آلودگی کا پتا چلایا جاسکے۔ ان نمونوں کے ٹیسٹ رزلٹ کے تجزیے کے مطابق 94 فیصد نمونے انسانی استعمال کے لئے بیکٹیریائی آلودگی سے محفوظ پائے گئے اور تقریباً 83 فیصد نمونے آرسینک آلودگی (contamination) تقریباً 6 فیصد نمونے بیکٹیریائی آلودگی کے حوالے سے پینے کے لئے غیر محفوظ پائے گئے جبکہ 17 فیصد نمونوں میں آرسینک کی مقدار استعمال کی مجوزہ محفوظ حد سے زیادہ پائی گئی سروے رپورٹ کی سفارشات کے مطابق پینے کے پانی میں پیتھوجن (بیکٹیریا/وائرس) کی موجودگی انسانی صحت کے لئے خطرہ ہے۔چنانچہ پینے کے پانی میں نامیاتی مادوں کے خاتمے کی نسبت ان پیتھوجنز کی ٹریٹمنٹ کو ترجیح دی جانی چاہئے اور آغاز ایسے سکولوں سے کیا جائے جہاں پینے کے پانی میں بیکٹیریائی اور آرسینک دونوں طرح کی آلودگی پائی گئی ہے۔

پی پی۔56 تحصیل جڑانوالا کے سکولوں کی اپ گریڈیشن و دیگر تفصیلات

*2724: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔56 تحصیل جڑانوالا میں کتنے ایسے سکول ہیں جن کی عمارات زیر تعمیر ہیں اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن کو سال 07-2006 کے دوران اپ گریڈ کیا گیا؟

(ج) کتنے ایسے سکولز ہیں جن کو اپ گریڈ تو کر دیا گیا ہے لیکن وہاں پر اساتذہ تعینات نہیں کئے گئے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔56 جڑانوالا میں دو سکولوں کی عمارتیں زیر تعمیر تھیں جو کہ مکمل ہو چکی ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔56 میں 07۔2006 میں گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول 433 گ ب کو ہائی سکول اور تین گورنمنٹ پرائمری سکولز کو مڈل کا درجہ دیا گیا۔ تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چار سکولز اپ گریڈ کئے گئے ہیں ان میں اساتذہ کی اسامیاں ریکروٹمنٹ کے ذریعے پُر کر دی گئی ہیں۔

پی پی۔56 جڑانوالا تحصیل کے سکولز میں میسر سہولیات کی تفصیل

*2726: رائے اعجاز حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔56 جڑانوالا تحصیل میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن کی عمارات نہ ہیں لیکن اساتذہ اور طالب علم ہیں؟

(ب) مذکورہ تحصیل کے کتنے ایسے ہائی، مڈل، پرائمری سکولز ہیں جہاں پر پانی کی سہولت اور باتھ روم نہ ہیں؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں کتنے ایسے سکولز ہیں جن میں سائنس لیبارٹریز نہ ہیں؟

(د) کتنے ایسے سکولز ہیں جہاں پر سائنس اساتذہ نہ ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔56 میں تمام بوئز اور گرلز سکولز میں عمارات موجود ہیں۔ تاہم آٹھ گرلز سکولوں کی عمارتیں نہ تھیں جن میں سے دو سکولوں کو مرج کر دیا گیا ہے۔ ایک سکول کو بلڈنگ مہیا کر دی گئی ہے اور بقیہ سکولوں کو ADP 11۔2010 کے ذریعے بلڈنگ مہیا کر دی جائیگی۔

(ب) تحصیل جڑانوالا میں کوئی بھی ایسا سکول نہ ہے جہاں پینے کے پانی کی سہولت نہ ہو ان سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے سکول کونسلز کے اکاؤنٹ میں رقم منتقل کی جا چکی ہے۔

(ج) تحصیل جڑانوالا میں تمام گرلز، بوائز ہائی سکولوں میں لیبارٹریز موجود ہیں۔

(د) تحصیل جڑانوالا میں مردانہ سائنس اساتذہ کی 21 اسامیاں خالی ہیں اور زنانہ اساتذہ کی 14 اسامیاں خالی تھیں جن پر نئی تقرریوں کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں۔

تحصیل بھلوال، سرگودھا کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2738: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولوں کی بلڈنگز نہ ہیں؟

(ج) کتنے سکولوں کی بلڈنگ خطرناک حالت میں ہیں؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل کے سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت گرانٹ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

	پرائمری	مڈل	ہائی سکول	ہائر سیکنڈری سکول	کل تعداد
بوائز	362	35	30	04	431
گرلز	306	47	14	04	371
میزان	668	82	44	08	802

(ب) تحصیل بھلوال میں 12 بوائز اور 15 گرلز پرائمری مدارس کی عمارات نہ ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل بھلوال میں 25 بوائز اور 49 گرلز مدارس کی عمارت جزوی طور پر خطرناک یا خراب حالت میں تھیں۔

(د) ضلعی حکومت سرگودھا ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت فراہم کردہ فنڈز سے ان تمام خطرناک عمارتوں کی دوبارہ تعمیر بالترتیب کر رہی ہے۔ جن مدارس کی عمارات نہ ہیں اور زمین محکمہ کے نام موجود ہے ان کو بھی عمارات فراہم کی جا رہی ہیں۔ تحصیل بھلوال میں 2006۔07 کے دوران 20 مدارس اور 2007۔08 کے دوران 34 مدارس 2008۔09 کے دوران 18 اور 2009۔10 کے دوران 17 مدارس کو مذکورہ پروگرام میں شامل کیا گیا۔

چک نمبر 70 جنوبی سرگودھا کے پرائمری سکولز کی اپ گریڈیشن ودیگر تفصیلات

*2746: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2006 میں چک نمبر 70 جنوبی تحصیل وضلع سرگودھا کے لئے پرائمری سکول برائے گرلز اور پرائمری سکول برائے بوائز کی upgradation کی منظوری ہوئی تھی کس تاریخ کو یہ منظوری ہوئی تھی؟

(ب) مذکورہ منصوبہ پر کب کام شروع ہوا اور اس وقت کام کس مرحلے پر ہے، کیا کام مدت مقررہ میں ختم ہونے کا امکان ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جی ہاں۔ گرلز پرائمری سکول اور بوائز پرائمری سکول چک نمبر70جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا کی اپ گریڈیشن کی منظوری06۔06۔25کو ہوئی۔

(ب) گرلز پرائمری سکول کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جس کا قبضہ محکمہ تعلیم نے لے لیا ہے اور سکول کو فرنیچر بھی فراہم کر دیا گیا ہے جبکہ بوائز پرائمری سکول میں تعمیر کا کام ابھی تک زیرالتواء ہے عمارت نامکمل ہونے کی وجہ ٹھیکیدار کی نااہلی بتائی جاتی ہے جس کو کئی بار محکمہ تعمیرات نے نوٹس بھی جاری کئے ہیں۔ 2.750ملین میں سے 2.565ملین خرچ ہو چکا ہے۔ نومبر2010کی رپورٹ کے مطابق کام آخری مراحل میں ہے رپورٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ سکول کو فرنیچر بھی فراہم کیا جا چکا ہے۔

راولپنڈی۔ گورنمنٹ ہائی سکول ادھوال کے مسائل

*2754: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ادھوال تحصیل و ضلع راولپنڈی کی عمارت بہت پرانی اور شکستہ حالت میں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں تقریباً نصف کے قریب اسامیاں خالی پڑی ہیں، اگر یہ درست ہے تو ان اسامیوں کو پر کرنے میں مزید کتنا عرصہ درکار ہو گا، کیونکہ طالب علموں کا تعلیمی زیاں ہو رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، ادھوال کے حصہ ہائی کی عمارت پرانی ہے ان میں سے دو کلاس روم اور برآمدہ خطرناک ہے۔ جبکہ بعض کمرے اور ہال مرمت طلب ہیں۔ ان کو missing facilities کی فہرست میں شامل کر کے ہائر اتھارٹی کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 44 ہے جن میں سے 31 اسامیاں پُر ہیں جبکہ 13 اسامیاں خالی ہیں۔اس کے علاوہ غیر تدریسی عملہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 18 ہے اور ان میں سے 12 اسامیاں پُر ہیں اور 6 اسامیاں خالی ہیں۔اس طرح مذکورہ سکول میں تدریسی اور غیر تدریسی اسامیوں کی تعداد 62 ہے جن میں سے 43 اسامیاں پُر ہیں 19 اسامیاں خالی ہیں۔4 ایس ایس کو ماہ مئی 2010 میں اور ایک ایس ایس ٹی کو دسمبر 2010 میں سکول ہذا میں تعینات کر دیا گیا ہے۔(ویکینسی پوزیشن اور آرڈرز کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) خالی اسامیاں بتدریج پُر کر دی جائیں گی۔

فیصل آباد۔سائنس ٹیچرز کے بغیر ہائی سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2766: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر اور پی پی۔68 فیصل آباد میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس ٹیچرز نہ ہیں؟

(ب) ان سکولز میں سائنس ٹیچرز کی تقرریاں یا تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) فیصل آباد شہر کے درج ذیل مدارس میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی تھیں جو کہ نئی تقرریوں کے ذریعے پُر کر دی گئی ہیں جبکہ پی پی۔68 میں سائنس ٹیچر کی پہلے ہی سے کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(بوائز)

1۔ گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول علامہ اقبال روڈ۔
2۔ گورنمنٹ سلیم ماڈل ہائی سکول نگہبان پورہ۔
3۔ گورنمنٹ ہائی سکول 203 ر ب۔
4۔ گورنمنٹ ایل جی ایم ماڈل ہائی سکول فیصل آباد۔
5۔ گورنمنٹ نیو ماڈل ہائی سکول غلام محمد آباد۔
6۔ گورنمنٹ ملت اسلامیہ ہائی سکول غلام محمد آباد۔
7۔ گورنمنٹ اسلامی مدرسہ ہائی سکول محمد پورہ فیصل آباد۔

(گرلز)

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 122ج ب۔
2۔ گورنمنٹ علی گڑھ گرلز ہائی سکول اسلام نگر۔
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 202ر ب۔
4۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلستان کالونی فیصل آباد۔
5۔ گورنمنٹ جامع گرلز ہائی سکول مدینہ ٹاؤن
6۔ گورنمنٹ جوہر گرلز ہائی سکول نمبر 1 ناظم آباد فیصل آباد۔
7۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 203ر ب

(ب) تحصیل جڑانوالا میں مردانہ سائنس اساتذہ کی 21 اور زنانہ اساتذہ کی 14 اسامیاں خالی تھیں جن پر نئی تقرریوں کے آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں۔

فیصل آباد۔ سائنس لیبارٹریوں کے بغیر ہائی سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2767: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر اور پی پی۔68 فیصل آباد میں کتنے ایسے ہائی سکولز ہیں جہاں پر سائنس لیبارٹریوں کی سہولت بالکل میسر نہ ہے؟

(ب) ان سکولوں میں کب تک سائنس لیبارٹریز کی سہولیات فراہم کر دی جائیں گی مکمل صورتحال سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) فیصل آباد شہر اور پی پی۔68 فیصل آباد میں تمام ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریز کی سہولت موجود ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول احمد پورہ لمبہ رحیم یار خان میں ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی اسامی کی تخلیق

*2777: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول احمد پور لمبہ ضلع رحیم یار خان 1975 سے ہائی سکول کے درجے پر قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں طلباء کی تعداد 1500 سے زائد ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا کے نظم و ضبط کو قائم رکھنے کے لئے ہیڈ ماسٹر کی عدم موجودگی میں ڈپٹی ہیڈماسٹر کی موجودگی انتہائی ضروری ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول ہذا میں ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی سیٹ create کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو ایوان کو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔ گورنمنٹ ہائی سکول احمد پور لمبہ ضلع رحیم یار خان 1975 سے ہائی سکول کے درجہ پر قائم ہوا۔

(ب) سکول ہذا میں طلباء کی تعداد 1321 ہے۔

(ج) جی ہاں۔ سکول ہذا کے نظم وضبط کو قائم رکھنے کے لئے ہیڈماسٹر کی عدم موجودگی میں ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی موجودگی ضروری ہے لیکن 1500 سے زائد طلباء پر ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ منظور ہوتی ہے اس سے کم طلباء کی تعداد پر پوسٹ منظور نہیں ہوتی۔

(د) چونکہ تعداد طلباء 1321 ہے اس لئے ڈپٹی ہیڈماسٹر کی پوسٹ منظور نہیں ہو سکتی۔

رحیم یار خان، 2008 میں بھرتی کی تفصیلات

*2779: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2008 سے اب تک محکمہ تعلیم ضلع رحیم یار خان میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں 2008 سے اب تک 1,167 افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی بھی ایجوکیٹر کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

گرلز پرائمری سکول چک نمبر 70 غربی سرگودھا میں کلاسوں کا اجراء

*2831: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 70 غربی تحصیل و ضلع سرگودھا کی مڈل اسٹینڈرڈ تک اپ گریڈیشن مورخہ 25-02-2006 کو منظور ہوئی اور اس کی لاگت کا تخمینہ مبلغ 2.068 ملین لگایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے ابھی تک اس عمارت میں کلاسوں کا اجراء نہیں کیا اگر ہاں تو کب تک کلاسوں کا اجراء ہو جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) عمارت مکمل ہو چکی ہے جس کا قبضہ ضلعی محکمہ تعلیم نے لے لیا ہے۔ کم مالی وسائل کی وجہ سے ضلعی حکومت نئے سٹاف کی منظوری کروانے سے قاصر ہے۔ وسائل کی دستیابی پر نیا سٹاف مروجہ طریقہ کے مطابق منظور کروا کر نئی کلاسز کا اجراء کروا دیا جائے گا۔

تحصیل روجھان میں سکولز میں تعینات سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2842: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل روجھان میں پرائمری، مڈل، ہائی سکولز (گرلز و بوائز) میں تعینات سٹاف کی تعداد، نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی بتائی جائے؟

(ب) تحصیل روجھان میں انتظامی و ٹیچنگ سٹاف، ہیڈ ماسٹر، اساتذہ، کلرک اور درجہ چہارم کی کل کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں کتنی پر ہیں اور کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل روجھان میں تعینات سٹاف کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل روجھان میں کل منظور شدہ اسامیوں، خالی اور پر شدہ اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ خالی اسامیوں پر اساتذہ کی بھرتی صوبہ کی مالی پوزیشن پر منحصر ہے جو کہ رواں مالی سال میں سیلاب کی وجہ سے بہت مشکلات سے دوچار ہے۔

ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ ضلع راجن پور کی عمارت کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*2843: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1999 میں 95لاکھ روپے کی تخمینہ لاگت سے ہائر سیکنڈری سکول عمر کوٹ ضلع راجن پور کی عمارت تعمیر کی گئی؟

(ب) کیا محکمہ بلڈنگ نے سکول ہذا کی عمارت محکمہ تعلیم کو ہینڈ اوور کی ہے؟

(ج) کیا سکول ہذا کے انتظامی و ٹیچنگ سٹاف کی اسامیاں منظور کی گئی ہیں اگر ہاں تو ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) حکومت سکول ہذا میں کلاسز کے اجراء کا ارادہ کب تک رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) جی، نہیں ابھی تک یہ عمارت ہینڈ اوور نہیں کی گئی۔ ٹھیکیدار اور محکمہ بلڈنگ کے پاس کیس عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(ج) سکول ہذا میں کوئی اسامی منظور نہیں کی گئی ہے۔

(د) ابھی تک ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ کی کوئی اسامی منظور نہیں کی گئی ہے۔ جب عمارت ہینڈ اوور کر دی جائے گی تو حکام بالا کو سٹاف کی منظوری کے لئے تحریر کیا جائے گا اور کلاسز شروع کر دی جائیں گی۔

بوائز سکولز میں خواتین ٹیچرز کی بھرتی کا معاملہ

*2855: میاں شفیع محمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں گورنمنٹ بوائز سکولوں میں مڈل اور پرائمری سطح پر ٹیچرز کی اسامی کے لئے خواتین امیدوار بھی درخواست دے سکتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے بہت سے مرد امیدواران میرٹ لسٹ میں نہ آنے کی وجہ سے رہ جاتے ہیں اور مرد امیدواروں کا استحصال ہو رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت گرلز سکولوں میں مڈل اور پرائمری سطح پر مرد امیدواروں کو بھی خالی اسامیوں پر درخواست دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب میں اکثر اسامیاں موزوں امیدواران نہ ہونے کی وجہ سے خالی رہتی ہیں۔ گورنمنٹ نے تمام اسامیاں پُر کرنے کے لئے یہ اقدام کیا ہے اگر مرد اُمیدوار میرٹ پر ہونگے تو انہیں ہی بھرتی کیا جائے گا۔ کوالیفائیڈ مرد اساتذہ نہ ہونے کی وجہ سے تعلیمی عمل کو جاری رکھنے کے لئے خواتین اساتذہ کی ان سکولوں میں میرٹ پر بھرتی (بمطابق بھرتی پالیسی 09-2008) کرنے کی پیش کش کی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت پرائمری سطح پر زنانہ پرائمری اور مڈل سکول تعداد میں زیادہ ہیں۔ جب خواتین اساتذہ کی تعداد مردوں سے کافی کم ہے۔ پرائمری سطح پر آج کل Early Childhood Education کا حصہ بھی بنانے کا پروگرام جس کے لئے ہر پرائمری اور مڈل سکول میں قوانین کی ضرورت ہے جو کہ اس شعبے کے لئے موزوں ہیں۔

(ج) فی الحال ایسی کوئی پالیسی زیر غور نہیں ہے۔

راولپنڈی، گورنمنٹ مڈل سکول سیکٹر تھری خیابان سید کی چار دیواری کی تعمیر

*2888: جناب ضیاء اللہ شاہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں گورنمنٹ مڈل سکول سیکٹر تھری خیابان سید کی باؤنڈری وال اب تک تعمیر کیوں نہیں ہوئی، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پر بااثر افراد نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں۔ گورنمنٹ مڈل سکول سیکٹر تھری خیابان سرسید کی باؤنڈری دیوار ابھی تک نامکمل ہے کیونکہ سکول رقبہ 10 کنال 4مرلے فزیکل اینڈ پلاننگ محکمہ نے الاٹ کیا تھا لیکن اس کی باؤنڈری وال کی تعمیر میں علاقہ کے لوگ محمد شریف وغیرہ رکاوٹ بنے رہے۔ 01۔01۔19میں محمد شریف وغیرہ نے عدالت سے stay لے لیا تھا۔02۔04۔09 کو محمد شریف وغیرہ کا stay خارج ہونے کے خلاف اپیل دائر کی۔04۔06۔09 کو جناب محمد اقبال سول جج راولپنڈی نے دعویٰ حکم امتناعی دوامی خارج کر دیا۔اس کے بعد چاردیواری کی تعمیر کا ضلعی حکومت کی طرف سے ٹینڈر ہوا۔ چاردیواری کا کام شروع ہوا تو مدعی نے نام تبدیل کر کے نئے مدعی کی طرف سے کیس دائر کر کے stay لینے کی کوشش کی، مگر اس کو stay تو نہ مل سکا لیکن چاردیواری کا کام مالی سال 06۔2005 ختم ہو جانے کی وجہ سے اور ٹھیکیدار کا بل پاس نہ ہونے پر رُک گیا۔ کیس ابھی تک جناب اعجاز علی سول جج کی عدالت میں چل رہا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

راولپنڈی میں تعلیمی اداروں کی تفصیل اور فٹنس سرٹیفکیٹ کی فراہمی

*2926: جناب شہریار ریاض: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں کل کتنے پرائمری، مڈل اور ایلیمنٹری سکول ہیں؟

(ب) کیا ان سب سکولوں کے لئے 2005 ارتھ کوئیک کے بعد Structure Stability Certificate کسی مصدقہ ادارے سے حاصل کیا گیا ہے؟

(ج) اگر نہیں تو پی پی۔12 راولپنڈی کے تمام سکولوں کو مرمت / فٹنس سرٹیفکیٹ کب تک فراہم کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تحصیل وار تفصیل پرائمری اور ایلیمنٹری (زنانہ / مردانہ) سکولز:

پرائمری سکول:

	راولپنڈی	ٹیکسلا	کہوٹہ	کوٹلی ستیاں	گوجرخان	مری	کلر سیداں	کل تعداد
زنانہ	223	33	105	87	280	105	100	933
مردانہ	192	49	84	67	186	109	70	757
میزان:	415	82	189	154	466	214	170	1690

ایلیمنٹری سکولز:

زنانہ	41	06	16	20	54	14	13	164
مردانہ	38	08	13	11	32	13	10	125
میزان:	79	14	29	31	86	27	23	289

(ب) بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو مراسلہ نمبر بذریعہ 846/Dev بتاریخ 2009-6-8 آگاہ کر دیا گیا تھا کہ وہ سکولز چیک کر کے Structure Stability Certificate جاری کرے۔

(ج) بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ راولپنڈی نے پی پی۔12 کے سکولز چیک کر کے فٹنس سرٹیفکیٹ فراہم کر دیا ہے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر لیں گے۔ جی، لغاری صاحب! آپ سے درخواست ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: حکم جناب!

جناب سپیکر: میں نے حکم کرنا ہے یا آپ نے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی، میں وہی issue پیچھے discuss کر کے سمجھا رہا تھا۔ ہمارے پنجاب کے ساتھ، میں پنجاب کے ساتھ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ملک کی 80 فیصد agricultural produce پنجاب میں ہوتی ہے۔ 31۔دسمبر 2010 کو وفاقی حکومت نے ایک SRO issue کیا ہے جس کے مطابق agricultural produce پر 3.5 percent withholding tax ہو گا۔ میری محدود عقل کے مطابق تو یہ ان کا domain ہی نہیں بنتا کہ وہ SRO

issue کر دیں کیونکہ آئین بڑا واضح کہتا ہے کہ taxation پارلیمنٹ کا domain ہے میں اس کے لئے آپ کو آئین کے آرٹیکل 77 کی طرف refer کروں گا کہ.... No tax will be

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر میں بات کر لوں تو؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر محترم لغاری صاحب مناسب سمجھیں اور میری بات سن لیں تو پھر میرے خیال میں شاید اس issue پر اس وقت بات کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ لغاری صاحب میری سیٹ پر آئے تھے اور انہوں نے یہ بات میرے ساتھ کی تھی تو میں نے سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری لاء کو ساڑھے پانچ بجے بلایا ہے لغاری صاحب بھی میرے ساتھ بیٹھیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں بھی بیٹھوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ بھی بیٹھیں تو ہم بیٹھ کر پہلے اس issue پر پوری briefing لے کر اسے discuss کر لیتے ہیں اس کے بعد آپ یہاں پر قرارداد لانا چاہیں یا بحث کرنا چاہیں کریں چونکہ بنیادی طور پر یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔ میرے خیال میں اس کے بعد یہاں debate کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، وہاں بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہی آئین کہتا ہے کہ جن چیزوں پر وفاقی حکومت taxation کر سکتی ہے agriculture ان میں نہیں ہے، میں نے آئین سے ہی ڈھونڈا ہے۔ جن چیزوں پر وفاق taxation نہیں کر سکتا اس میں نمبر 47 پر taxes on income ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے، ہم ادھر بیٹھ کر بات کریں گے، اس معاملے کی تہہ تک پہنچیں گے اور پھر ہم نے جو بھی لائحہ عمل اختیار کرنا ہو گا وہ کر لیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر میری گزارش ہے کہ چودھری ظہیر صاحب کی ایک قرارداد پہلے سے جمع ہے آپ مہربانی کرکے اسے out of turn لینے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی ادھر بیٹھیں گے اس کے بعد قرارداد کی بات ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں گزارش کر دوں۔ میں نے اجلاس کے پہلے دن ہی 3.50 percent withholding tax پر بات کی تھی تو ہمارے ایک نہایت قابل ساتھی نے اس میں contribute بھی کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم پچھلی حکومت میں بھی یہ ٹیکس وصول کرتے رہے ہیں۔ ان کی نظر سے نہیں گزرا تھا میں نے عرض کی تھی کہ اس کا نوٹیفکیشن 31۔ سمبر کو ہوا ہے۔ میں نے اس کے لئے ایک قرارداد دی ہوئی ہے اور اس قرارداد میں یہی ہے کہ ہم نے recommend کرنا ہے۔ قرارداد کے ذریعے اس پورے ایوان کی طرف سے recommendation ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ہم مل کر بیٹھیں گے اور پھر اس بارے میں بات کریں گے۔ آج ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہے اور وزیر قانون صاحب نے متعلقہ لوگوں کو بلایا ہوا ہے۔ ہم وہاں بیٹھ کر بات کریں گے اور اللہ کرے گا کہ اچھے طریقے سے بات ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں اگر آپ finally یہ ارشاد فرما دیں گے تو ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ یہ بات اخبارات میں آ چکی ہے اس لئے اگر قرارداد آ جاتی اور ایوان کے اندر کھل کر اس بارے میں بات ہو جاتی تو پھر message صحیح چلا جاتا۔ بہر حال اگر آپ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بند کمرے میں پہلے بات کرنی ہے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اعجاز شفیع صاحب! کیا آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں یا تقریر کرنی ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آج سے تقریباً دو سال پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دانش سکول سسٹم کا ایک idea دیا تھا۔ اس بارے میں اتھارٹی بنائی گئی اور قانون سازی بھی کی گئی لیکن پچھلے بجٹ اجلاس میں ہمارے بہت سارے Parliamentarians نے اس پر تنقید کی تھی اور کہا تھا کہ یہ صرف ایک دیوانے کا خواب ہے۔ میں نے اُس وقت بھی on the floor of the House یہ کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ رحیم یار خان کا دانش سکول اسی سال مکمل ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس House کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے کیونکہ یہ دانش سکولز ہمارے معاشرے کے ان بچوں کے لئے بن رہے ہیں جو کہ

غریب، محروم، یتیم اور لاچار ہیں۔ان کے لئے تعلیم حاصل کرنے کا شاید کوئی ایسا mechanism نہیں تھا۔ایچی سن level یا کیڈٹ کالج کی تعلیم حاصل کرنا دُور کی بات ہے وہ تو عام تعلیم بھی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ یہ تو آپ نے تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 13۔جنوری کو جنوبی پنجاب کے پہلے دانش سکول کا افتتاح ہو چکا ہے۔معاشرے میں صرف وہی قومیں ترقی کر سکتی ہیں کہ جہاں پر تعلیم عام ہو۔ تعلیم حاصل کرنا ہر بچے کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ہمارے ہاں طبقاتی تعلیم کا نظام ہے کیونکہ ایک امیر آدمی، خانزادے اور وڈیرے کے بچے کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے بے شمار مواقع میسر ہیں لیکن ایک غریب کے بچے کے لئے حکومت کے پاس کوئی ایسا نظام یا mechanism نہیں تھا۔جس دن جنوبی پنجاب کے پہلے دانش سکول کا افتتاح ہوا تو اس دن ایک مزدور کا بچہ جس کے والد اور والدہ دونوں فوت ہو چکے ہیں وہاں پر موجود تھا۔اس تقریب میں تقریباً 20 ممالک کے سفیر آئے ہوئے تھے۔اس بچے کا وہاں پر داخلہ ڈیڑھ ماہ پہلے ہوا تھا اور اس نے جس confidence کے ساتھ تقریر کی وہ قابل تحسین ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے اپنی بات ختم کریں، آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت نے جو اچھے کام کئے ہیں ہمیں یہاں بیٹھ کر ان کو appreciate کرنا چاہئے۔میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی یہ کہوں گا کہ آئیں اور دیکھیں کہ مظلوم، بے سہارا اور یتیم بچوں کے لئے ہماری حکومت نے تعلیم کے حوالے سے ایک ایسا احسن step اٹھایا ہے کہ جس کو آنے والی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! اب تشریف رکھیں۔آپ کو دوبارہ وقت ملے گا تو پھر بات کر لیجئے گا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! مجھے اپنے بھائی اعجاز شفیع صاحب کی بات سے مکمل اتفاق ہے کہ ان کے ہاں دانش سکول کھل گیا ہے، یہ بڑے خوش قسمت ہیں۔ہمارے علاقے بھکر میں تو دانش سکول نہیں کھلا لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ میرے ضلع میں 50/60 کے قریب مسجد مکتب سکول ہم سے پوچھے بغیر بند کر دیئے گئے ہیں۔ان سکولوں میں سینکڑوں بچے جون کی summer vacations سے پہلے پڑھنے کے لئے جاتے تھے اور آج وہ گھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب کدھر ہیں؟ وہ ذرا جلدی سے House میں تشریف لائیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

بھکر میں مسجد مکتب سکولوں کی بندش سے زیر تعلیم بچے تعلیم سے محروم

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے حکام سے پوچھا جائے کہ ان بچوں کا پُرسان حال کون ہے جو کہ مسجد مکتب سکولوں میں تین جماعتیں پڑھنے کے لئے جاتے تھے؟ وہاں پانچ کلومیٹر کے radius میں ان کے لئے کوئی دوسرا سکول نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہوگی کہ ان بچوں کے لئے کچھ سوچا جائے۔ میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ حکومت کی طرف سے نئے سکول کھولنے کی بجائے پہلے سے چلنے والے سکول بند کئے جا رہے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ دانش سکول بن رہے ہیں کیونکہ یہ idea بڑا خوبصورت ہے لیکن ہمارے ہاں جو مسجد مکتب سکول چل رہے تھے ان کو بند کر کے حکومت نے ہمیں کیا تحفہ دیا ہے؟ بھکر وزیر اعلیٰ صاحب کا ضلع ہے لیکن وہاں پر دانش سکول نہیں بنایا گیا ہمیں اس بات پر بھی افسوس ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر تعلیم ایوان میں تشریف لے آئے)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ دانش سکول کا idea زبردست ہے اور یہ منصوبہ مکمل بھی ہونا چاہئے۔ غریب علاقوں میں یہ ایچی سن کالج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو اور یہ 35 دانش سکول functional ہوں۔ جیسا کہ ابھی میرے بھائی سعید اکبر نوانی صاحب نے بتایا ہے میں بھی اسی حوالے سے عرض کروں گا کہ یہاں لاہور میں ٹھنڈے کمروں میں بیٹھے بیٹھے پالیسیاں بن جاتی ہیں۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہم جو پالیسیاں بنا رہے ہیں ان کے ground پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ محکمہ تعلیم نے rationalization کرنے کی ایک پالیسی بنائی ہے اور اس rationalization کے نام پر انہوں نے مکتب مسجد سکولوں کو بند کر دیا ہے۔ وہاں پر ایک ایک مسجد مکتب سکول میں ایک استاد سو، سو بچوں کو پڑھا رہا تھا اور all of a sudden ان کی اس پالیسی کی وجہ سے وہ سارے سکول بند کر دیئے گئے ہیں۔ حکومت ایک طرف تو یہ کہتی ہے کہ literacy rate بڑھانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے جبکہ دوسری طرف ان مسجد مکتب سکولوں کو بند کر دیا گیا ہے اور ان سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو کہا گیا ہے کہ آپ پندرہ میل دور جا کر پڑھیں بصورت دیگر گھر

بیٹھیں۔اسی rationalization کے نام پر انہوں نے یہ بھی کیا ہے کہ جہاں پر گورنمنٹ پرائمری سکولوں میں بچوں کی تعداد 40 سے کم تھی ان کو بھی بند کر دیا گیا ہے۔ ہمارے جو چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں، ہمارے جو چھوٹے چھوٹے گوٹھ ہیں ہم ان کو "بھان" کہتے ہیں۔ ہماری سرائیکی زبانی میں ان کو "بھان" کہا جاتا ہے۔ وہاں صحرائی علاقہ ہے اور اس علاقے کے سکولوں کو بھی انہوں نے بند کر دیا ہے۔ پہلے مسجد مکتب سکول بند کئے گئے اور اس کے بعد پرائمری سکول بھی بند کر دیئے گئے ہیں جو کہ انتہائی ظلم والی بات ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ پرائیویٹ اور نجی سکول مارکیٹ میں آ گئے ہیں۔ اب پرائیویٹ سکولوں کا idea انہوں نے کہاں سے لیا ہے؟ یہ لاہور سے لیا گیا ہے جب ٹھنڈی کار میں بیٹھ کر صاحب بہادر نکلتے ہیں اور انہیں ادھر لاہور میں کہیں پر بیکن ہاؤس سکول نظر آتا ہے اور کہیں پر گرائمر سکول نظر آ جاتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ لاہور کے سرکاری سکولوں میں بچے کم ہو رہے ہیں لیکن خدا کے واسطے اسی ایک تلوار سے بھکر، نور پور تھل اور راجن پور کے علاقوں کو ذبح مت کریں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے درخواست ہے کہ ہمارے backward areas کے لوگ تو بڑے عرصے سے مزید سکول مانگ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں مزید نئے سکول کھولے جائیں۔ محکمہ تعلیم کے حکام کہتے ہیں کہ ہم نے سکولوں کی new opening بند کر دی ہے تو اب ہمارے بچے کدھر جا کر پڑھیں؟ ہم پر pressure ہے کہ آپ ہمارے علاقوں میں نئے سکول کھولیں۔ پچھلی دفعہ مجھے جو funds ملے تھے ان سے میں نے آٹھ نئے سکول بنانے کی تجویز دی تھی۔ میرے وہ سارے کے سارے funds ضائع ہو گئے ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے سارے funds ضائع کر دیئے ہیں۔ مجھے وہ آٹھ سکول اس لئے نہیں دیئے کہ انہوں نے new opening بند کر دی ہے تو بات یہ ہے کہ جہاں دانش سکول بنائے جانا بہت اچھا اقدام ہے وہاں ایجوکیشن منسٹری جو اس طرح کے منفی اقدامات کر رہی ہے اس پر بھی منسٹر صاحب توجہ دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے ان کی بات سنی ہے تو آپ کم از کم حلقے کے ایم پی اے صاحبان سے مشورہ تو کر لیا کریں کہ ہم آپ کے حلقے کے ان سکولوں کو rationalization کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں یا ہم فلاں مسجد مکتب سکول کو ختم کر رہے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میرے گاؤں کے ہائی سکول میں Subject Specialists کی سولہ vacancies ہیں لیکن وہاں پر صرف ایک ٹیچر ہے۔ میں کوئی چھ ماہ پہلے چیف

منسٹر صاحب سے ملا تو انہوں نے directive جاری کیا کہ یہ vacancies fill کی جائیں۔ اس کے بعد میں نے سیکرٹری ایجوکیشن سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ آپ ٹیچر بتائیں ہم post کر دیں گے تو ہم ٹیچر کہاں سے لائیں؟ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پورے ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں SNE کا problem ہے وہ وہاں سے demand بھجواتے ہیں لیکن یہاں سے sanction نہیں ہوتی۔ حکومت پنجاب ہمیں فنڈز دیتی ہے ہم ان فنڈز سے سکولوں کو upgrade کراتے ہیں وہاں بلڈنگ بن جاتی ہے لیکن کلاسوں کا اجراء ہوتا ہے اور نہ ٹیچر تعینات ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب سے کہیں کہ ان چیزوں کو resolve کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے حلقہ میں بھی اسی طرح کی صورتحال ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مسجد مکتب سکول بند کرنے سے وہاں کے بچے تعلیم سے محروم ہو رہے ہیں لہذا ان مسجد مکتب سکولوں کو پرائمری سکول کا درجہ دیا جانا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے آپ اس پر منسٹر صاحب کو پالیسی بیان دینے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! مسجد مکتب سکولوں کو main stream میں لانے کے لئے انہیں قریبی سکولوں کے ساتھ merge کیا گیا اور اسی حوالے سے یہ پالیسی بنائی گئی تھی۔ یہاں پر فنڈز اور SNE کے حوالے سے بھی بات ہوئی تو میں Question Hour میں بھی explain کر چکا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میری بات سنیں۔ یہ جتنے ممبر صاحبان بیٹھے ہیں ان سب کو اپنی اپنی تکلیف کا پتا ہے اور آپ کو ان کی تکلیف کا پتا نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ آپ اپنے ای ڈی او ایجوکیشن سے یہ نہیں کہتے کہ جن ممبران کے حلقوں میں کوئی کمی بیشی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ابھی اس چیز کو implement کرنا تھا تو متعلقہ ای ڈی او ایجوکیشن کا ممبران اسمبلی سے رابطہ ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: That I know. Not a single. آپ ایسی کوئی instance پیش نہیں کر پائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس کو review کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اس مسئلے کو ذرا review کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے ہمارا بہت بڑا مسئلہ حل فرمایا۔

جناب سپیکر: ابھی تو میں نے اُنہیں کہا ہے۔ وہ کچھ کریں گے تو آپ کا مسئلہ حل ہو گا ناں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر اب یہ ہمارا مسئلہ حل نہیں کریں گے تو ہم ان کے خلاف Privilege Motion دیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ آپ کا privilege موجود ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس بات کو ہفتے سے زیادہ دن ہو گئے ہیں جب یہاں پر ڈپٹی سپیکر صاحب اجلاس کی صدارت کر رہے تھے تو پرائیویٹ سکولوں کے حوالے سے ایک کمیٹی announce کرنے کا کہا گیا تھا کہ ہم کل تک کمیٹی announce کر دیں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: کمیٹی announce ہو چکی ہے۔ آپ کو اس کی کاپی پہنچا دی جائے گی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس شروع کرتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس رانا تنویر احمد ناصر صاحب کا ہے۔

ضلع شیخوپورہ، اڈا فیروز وٹواں پر استقبالی کیمپ میں ہوائی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت

610: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 31۔دسمبر 2010 کے مطابق فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ میں چودھری پرویز الٰہی کے استقبالی کیمپ میں فائرنگ سے نوجوان ہلاک ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسلم لیگ (ق) پنجاب کے صدر چودھری پرویز الٰہی کی ننکانہ صاحب آمد کے موقع پر اڈا فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ پر قائم استقبالی کیمپ میں ہوائی فائرنگ سے عمران نامی شخص ہلاک ہو گیا جبکہ مظہر اور عرفان وغیرہ پانچ نوجوان زخمی ہو گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بوقت وقوعہ ضلع شیخوپورہ میں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری نافذ تھی، اس مقدمہ اور پولیس کارروائی کی مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) سابق وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی آمد کے سلسلہ میں تقریباً50/60 آدمی کی روڈ سے اڈافیروز وٹواں جارہے تھے کہ جلوس میں شامل ملزم مسمی ریاض نے اپنے پسٹل 30بور سے فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں ایک کس محمد عمران جاں بحق ہوگیا۔

(ب) چودھری پرویز الٰہی کی ننکانہ صاحب آمد پر استقبال کے سلسلہ میں ٹولیوں کی شکل میں تقریباً 50/60 آدمی جانب اڈافیروز وٹواں جارہے تھے کہ ملزم مسمی ریاض جو کہ جلوس میں شامل تھا، نے پسٹل 30بور سے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں محمد عمران جاں بحق اور ظفر اقبال وغیرہ زخمی ہوگئے۔

(ج) مورخہ 30۔جنوری بروز وقوعہ ضلع شیخوپورہ میں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کا نفاذ نہ تھا۔ وقوعہ کی بابت مقدمہ نمبر947 مورخہ 30-12-2010 بجرم 302/324 ت پ تھانہ بھکی ضلع شیخوپورہ درج ہوا۔ وقوعہ کے چند گھنٹوں بعد ملزم کو گرفتار کر لیا گیا۔ دورانِ تفتیش ملزم سے آلہ قتل پسٹل 30 بور برآمد کیا اور ملزم کو صحیح گنہگار پاکر مورخہ 06-01-2011 کو جوڈیشل حوالات بھجوادیا گیا۔ بقیہ تفتیش کا عمل مکمل کرنے کے بعد چالان عدالت کو بھجوایا جا رہا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں اس معاملے میں لاء منسٹر صاحب سے یہ یقین دہانی چاہوں گا کہ مقتول کا تعلق ایک بڑے غریب خاندان سے ہے۔ مجھے اس میں یہ خطرہ نظر آرہا ہے کہ جب اس کا چالان competent court میں پیش ہوگا تو اس کیس میں compromise ہو جانا ہے لہذا اس میں پراسیکیوشن کو اپنا role play کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک ذمہ دار politician آرہے تھے تو کیا یہ روّیے اُن کو زیب دیتے ہیں کہ اس طرح گن مین رکھیں اور وہ بلاوجہ فائرنگ کریں۔ میں یہاں پر ایک historical fact بیان کرنا چاہوں گا کہ جب محترم پرویز الٰہی صاحب چیف منسٹر پنجاب تھے تو اکثر اپنی میٹنگوں میں یہ کہا کرتے تھے کہ میں ننکانہ صاحب کا چیف منسٹر نہیں ہوں کیونکہ ننکانہ صاحب کا چیف منسٹر بریگیڈئر اعجاز شاہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر نے آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دے دیا ہے اس لئے میرے خیال میں اب آپ اس بات کو رہنے دیں۔ رانا صاحب! اب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر615 پڑھیں۔

ضلع شیخوپورہ، ڈاکوؤں کی فائرنگ سے دو اشخاص کی ہلاکت کا معاملہ

615: رانا تنویر احمد ناصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2010 کو منیر احمد رہائشی چک نمبر 282 گ ب عبداللہ صفدر آباد ضلع شیخوپورہ کے گھر 5 کس مسلح اسلحہ آتشیں ڈاکو داخل ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خواتین کے شور مچانے پر محمد سلیم اور محمد محسن وغیرہ آئے تو ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے ان کو موقعہ پر ہلاک کر دیا اور خواتین سے طلائی زیورات اور دیگر قیمتی سامان لوٹ کر فرار ہوگئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بدترین واقعہ کا مقدمہ نمبری 559/10 بجرم 460 ت پ تھانہ صفدر آباد درج ہوا مگر وقوعہ کے ملزمان کو مقامی پولیس ابھی تک گرفتار نہ کر سکی ہے کیا حکومت اس تساہل کے ذمہ دار پولیس افسران کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موجود ہے۔

(الف) مورخہ 22-12-2010 کو مدعی مقدمہ محمد رشید نے تحریر کروایا کہ آج شام 7:15 بجے اپنے گھر کے چوبارہ پر مع اہل و عیال موجود تھا کہ میرے بھائی منیر احمد کے گھر پانچ کس نامعلوم ڈاکو داخل ہوئے۔

(ب) نامعلوم ڈاکوؤں نے گھر میں داخل ہو کر عورتوں سے زیورات چھ عدد طلائی انگوٹھیاں، دو عدد طلائی لاکٹ اور ایک عدد موبائل فون چھین لیا۔ عورتوں کے شور مچانے پر مدعی نے اپنے چوبارہ سے پسرم محمد محسن اور بھتیجے محمد سلیم ولد منیر احمد کو منیر احمد کے گھر بھیجا کہ دیکھو کیا شور ہے جو بھاگ کر گھر گئے اور ڈاکوؤں سے گتھم گتھا ہو گئے جس پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے محمد سلیم اور محمد محسن کو قتل کر دیا، سامنے حویلی مویشیاں سے فائرنگ کی آواز پر محمد ندیم ولد محمد منیر باہر گلی میں آیا اور گھر جانے لگا تو ڈاکوؤں نے فائر کر کے باہر گلی میں اس کو مضروب کر دیا اور اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فرار ہو گئے۔

(ج) وقوعہ کی بابت مقدمہ نمبر 559/10 مورخہ 22-12-2010 بجرم 400، 460، 302، 109، 397 ت پ تھانہ صفدر آباد درج رجسٹر ہوا۔ دوران تفتیش مورخہ 23-12-2010 کو مدعی نے بذریعہ تحریری درخواست اور تتمہ بیان ملزمان مسمیان ظہیر مصطفیٰ ولد غلام

مصطفیٰ ورک، کلیم ولد جاوید ورک سکنہ عبداللہ پور، محمد محسن عرف موتی ولد اشرف سکنہ پھاہو والی چک 79 کو نامزد کیا مورخہ 2011-01-11 کو ملزم محمد محسن عرف موتی کو گرفتار کر کے برائے شناخت پریڈ ڈسٹرکٹ جیل بھجوایا گیا اور ملزم غلام مصطفیٰ ورک ولد غلام رسول ورک قوم ورک سکنہ عبداللہ پور کو مورخہ 2011-1-15 جیل بھجوایا گیا دوران تفتیش ملزمان محسن عرف موتی اور غلام مصطفیٰ ورک نے دو کس نامعلوم ملزمان کے نام امتیاز احمد ولد مختار احمد، امانت ولد نیامت اقوام جٹ سکنہ چک نمبر 225 گ ب تھانہ ترکھانی تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد بتلایا۔ ملزمان کلیم، امتیاز اور امانت کی گرفتاری کے لئے دو خصوصی ٹیمیں مقرر کی گئی ہیں، چار کس ملزمان روپوش ہیں جن کی گرفتاری کے لئے مقامی تھانہ جات کی حدود کے علاوہ فیصل آباد میں ریڈ کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں بہت ظلم ہوا ہے اور دو نوجوان اس وقوعہ میں ناحق قتل ہوئے۔ میں نے مقامی DPO اور SHO کے ساتھ رانا تنویر احمد ناصر اور مقتولین کے لواحقین جو اس مقدمہ کے victim ہیں کی میٹنگ کروائی ہے۔ اس میٹنگ میں تفتیش سے متعلق پوری discussion ہوئی ہے اور میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ within a month تمام ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔ ان میں سے ایک ملزم بیرون ملک چلا گیا ہے اس کو بھی گورنمنٹ واپس لائے گی اور جو ملزمان اس وقت اشتہاری ہیں یا نہیں پکڑے گئے تو ان کو بھی انشاءاللہ گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے بھی یہی بات کرنی تھی جو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کی ہے کہ یہ بہت بڑا mishap ہوا، دو نوجوانوں کو قتل کر دیا گیا، ڈکیتی ہوئی جس میں ایک ملزم پکڑا بھی گیا اور دوسرے کا والد پکڑا گیا۔ اس میں میری یہی درخواست ہے کہ باقی ملزمان کو گرفتار کیا جائے، کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور مدعیوں کی دادرسی کی جائے۔ ہمارا ان سے رابطہ بھی ہے اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ رانا صاحب نے جو deadline دی ہے اس date کے اندر اندر ملزمان گرفتار کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اب جناب عبدالوحید چودھری صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 621 ہے۔ چودھری صاحب! آپ اسے پڑھیں۔

ملتان، گلشن مارکیٹ میں ڈکیتی کی تفصیلات

621جناب عبدالوحید چودھری: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔جنوری 2011 صبح 5:30 بجے کے قریب ملتان شہر کے بارونق علاقہ گلشن مارکیٹ تھانہ نیو ملتان میں ڈاکوؤں نے سکیورٹی گارڈ کو باندھ کر پانچ کلو سونا جس کی مالیت 5کروڑروپے بنتی ہے لوٹ لیااور فرار ہوگئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی اطلاع کرنے کے لئے 15پر ایک گھنٹہ تک کال کی گئی مگر وہاں سے کوئیresponseنہ ملا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ تھانہ کاDSP,SHOکی کال کے باوجود ایک گھنٹہ تاخیر سے وقوعہ پر پہنچا؟

(د) کیاحکومت اس سارے وقوعہ کی تحقیقات کسی ایماندار اور اعلیٰ پولیس آفیسر سے کروانے کاارادہ رکھتی ہے، نیزاس میں ملوث ڈاکوؤں کو بھی جلدازجلد گرفتار کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!توجہ دلاؤنوٹس 621کاجواب یوں ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 14۔جنوری 2011کو علی الصبح علاقہ گلشن مارکیٹ تھانہ نیو ملتان میں پانچ نامعلوم ملزمان نے مارکیٹ کے سکیورٹی گارڈ کو باندھ کر اقبال جیولرز کی دکان سے پانچ کلو سونالوٹ لیااور فرار ہوگئے۔اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر48 مورخہ 14-1-2011 بجرم395ت پ تھانہ نیو ملتان بربیان راؤلیاقت علی درج ہوکر زیر تفتیش ہے۔

(ب) یہ الزام درست نہ ہے تاہم بحکم CPOصاحب ملتان ملک محمدیوسف صاحبSSPآپریشن ملتان اس الزام کی بابت انکوائری آفیسر مقرر کئے گئے ہیں اگر الزام درست ثابت ہوا تواس کی رپورٹ موصول ہونے پر قصورواران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔مزید برآں 15پولیس سروس کاؤنٹر کے ریکارڈ کے مطابق بوقت 4بج کر56منٹ پر مسٹر رب نوازDSP سرکل نیو ملتان جوگشت پر معمور تھے اطلاع ملنے پر فوراًموقع پر پہنچ گئے۔

(ج) شب وقوعہ سب انسپکٹر جمشید اکرم کی سرکل گشت تھی اس نے 3:30بجے شب گشت ختم کر کے تھانہ آگیااور بروئے بیانDSPسرکل نیو ملتان اس کےcallکرنے پر فوراًموقع پر پہنچا

جس کو DSP مذکور نے وقوعہ میں استعمال ہونے والی کار کے متعلق معلومات دیں اور پورے ضلع میں ناکہ بندی کروانے کے لئے بھیج دیا۔

(د) تاہم مقامی پولیس زیر سربراہی محمد زبیر دریشک SSP Investigation مقدمہ ہذا کی تفتیش کر رہی ہے اس سلسلہ میں گواہان کی ہدایت پر ملزمان کے خاکے مرتب کر لئے گئے ہیں۔ موقع سے نشانات انگشت سائنس لیبارٹری بذریعہ چٹھی مورخہ 2011-1-15 بغرض نشاندہی ملزمان بھجوا دیئے گئے ہیں۔ موقع سے ملزمان کے اوزاروں cutter، آری اور Jack کی پیکنگ پر موجود نشانات سے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شاہین مارکیٹ گیٹ پر واقع مدینہ مشینری اور Lucky tool shop سے خریدے گئے تھے جن کے مالکان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور انھوں نے بھی خاکوں کو شناخت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ملزمان پشتو بولنے والے تھے۔ مزید برآں ہوٹل، گیسٹ ہاؤس اور سراؤں کی تلاشی لی گئی اس سلسلہ میں rent a car والوں کا ریکارڈ چیک کیا گیا اور بھرپور vigilance سے یہ تفتیش SSP Investigation کی سربراہی میں ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے آپ کے حکم پر quick action کیا اور ایک اچھے آفیسر دریشک صاحب کو تفتیشی آفیسر مقرر کیا لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ SHO سے پہلے DSP اور SP پہنچے ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کے توسط سے حکومت کو گزارش کرنا چاہوں گا کہ ملتان ایک اہم ضلع ہے لیکن وہاں چار DSP نہیں ہیں، RPO بھی نہیں ہے اور (DIG(Admn بھی نہیں ہے۔ خدا کے لئے وہاں فوری طور پر افسران تعینات کئے جائیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ چودھری شاہد انجم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 2 اور سردار کامل گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 3 ہے ان کی طرف سے اطلاع ہے کہ ان تحاریک استحقاق کو pending کیا جائے تو ان دونوں تحاریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ توجہ دلاؤ نوٹس کے بعد آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے نہیں کہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ فرما رہے تھے کہ توجہ دلاؤ نوٹس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ نے مجھ سے ٹائم ہی نہیں مانگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب آپ نے کہا تھا تو میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ ابھی نہیں اس لئے میں بیٹھ گیا جس کا مقصد ہے کہ آپ نے مجھے ہی کہا تھا۔ اب آپ ڈھونڈ رہے ہیں کہ کس کو کہا تھا؟

معزز ممبران: شیخ صاحب کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! reluctantly ہی ٹائم دے دیں۔ کیا اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے صرف دو منٹ لوں گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسمبلی کی history میں ایک بہت ہی شرمناک واقعہ ہوا تھا جس پر آپ نے مہربانی کی تھی۔

جناب سپیکر: اس کو آپ چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اُس کو چھوڑ گیا ہوں اور اُس واقعہ کو repeat نہیں کر رہا لیکن میں آپ کی ایک ruling کو پڑھنے لگا ہوں۔ میں Rules of Procedure کے صفحہ 111 پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں جسے آپ پڑھ لیں کیونکہ مجھے آپ کی respect بہت عزیز ہے۔

جناب سپیکر: یہ respect میری نہیں آپ کی بھی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی respect کا مسئلہ ہے اور 114 سالہ تاریخ توڑی گئی ہے۔ میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

> If a member who has been ordered by the Speaker to withdraw from the Assembly refuses to do so…

جناب سپیکر: جی، وہ بات ہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، آپ میری بات سنئے۔ میں آپ کو یا کسی اور کو کچھ بھی نہیں کہتا۔

(6) If a member who has been ordered by the Speaker to withdraw from the Assembly refuses to do so, the Sergeant-at-Arms shall himself or with the assistance of such other officers as are appointed under sub-rule (5) carry out such orders as he may receive from the Speaker.

میں یہ بات اس لئے کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے مجھے کہہ دیا ہے اس لئے میں repeat نہیں کرتا۔ جب آپ نے حکم دیا تو execution کے لئے کس کو کہنا چاہئے تھا لیکن اُس پر عمل نہیں ہوا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ 114 سالہ تاریخ ٹوٹی ہے اور آپ کے حکم پر عمل نہیں ہوا جس کا مقصد یہ ہے کہ execution ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسے تمام میڈیا نے لکھا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا ہو گیا ہے، آپ میری بات کیوں نہیں سن رہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ پسند نہیں کرتے تو میرا یہ فرض ہے کہ میں ریکارڈ پر یہ بات لاؤں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بات سنا کریں بلکہ آپ میں سننے کی ہمت بھی ہونی چاہئے۔ دیکھیں، وہ میرے پاس آئے تھے اور کہا تھا کہ میں اتنے شور میں آپ کی بات نہیں سن پایا لیکن بعد میں جب مجھے پتا چلا تو میں اُسی وقت باہر چلا گیا جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

شیخ علاؤالدین: کیا آپ کو اس بات پر یقین ہے؟

جناب سپیکر: جی، میں اپنے معزز ممبر پر یقین رکھتا ہوں۔ میں آپ کو اسی لئے بٹھا رہا تھا لیکن آپ جلدی سے نکل گئے۔

شیخ علاؤالدین: بہر حال ایک غلط واقعہ اور ایک غلط روایت قائم کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، کوئی غلط روایت نہیں ہوئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے سنا بھی ہے اور اس کا جواب بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے نہیں سنا۔ اگر سنتے تو وہ ضرور عمل کرتے۔

شیخ علاؤالدین: بہر حال یہ ایک غلط روایت قائم ہوئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 776 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک کل کے لئے pending تھی اور کل اس کا جواب موصول ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ 17۔تاریخ کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس جو note ہے اس کے مطابق یہ تحریک 18۔تاریخ تک pending ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، اسے 18۔تاریخ تک pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 872 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ رانا صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا بھی جواب آنا تھا۔

چیک اینڈ بیلنس کا مؤثر نظام نہ ہونے کی وجہ سے لاہور میں مردہ گوشت کی سرِ عام فروخت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یوں ہے کہ اطلاعات کے مطابق محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب "پنجاب کوالٹی میٹ اینڈ سلاٹر کنٹرول ایکٹ 2010" کا مسودہ اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے جس میں مردار گوشت کی فروخت کرنے والوں

کے لئے بھاری جرمانہ اور قید کی سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ مٹن اور بیف کی قیمتوں میں اضافہ اس کی متعلقہ اشیائے ضروریہ جیسے ڈیزل، ادویات اور چارہ جات وغیرہ کی قیمتیں بڑھنے سے ہوتا ہے۔اس کے علاوہ گوشت اور جانوروں کی برآمدات سے بھی گوشت کی قیمتیں بڑھتی ہیں۔

جناب سپیکر! چوزے کی قیمت طلب اور رسد کے اصول پر متعین ہوتی ہے اس پر حکومت کا کنٹرول نہ ہے۔ مضر صحت مرغی کے گوشت کی فروخت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے مقرر کردہ میٹ انسپکٹر چیک کرتے ہیں اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ چوزے اور پولٹری فیڈ کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے جو کہ طلب اور رسد کے اصول کے مطابق متعین ہوتی ہے جس میں وقتاً فوقتاً اُتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں تین سلاٹر ہاؤسز میں محکمہ لائیو سٹاک کے چھ ڈاکٹر بلا معاوضہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کے پاس یہ اسامیاں سالہا سال سے خالی چلی آ رہی ہیں۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس میٹ انسپکشن کے لئے باقاعدہ عملہ اور دیگر وسائل موجود نہ ہیں اور یہ کام محکمہ لائیو سٹاک کے افسران اپنے بنیادی محکمانہ فرائض کے ساتھ ساتھ اضافی طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فی الفور ٹاؤن انتظامیہ ویٹرنری ڈاکٹروں کی خالی اسامیوں کو پُر کر کے اس عمل کو بہتر طور پر سرانجام دے۔اس مقصد کے لئے جیسے میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ مسودہ تیار ہو چکا ہے جس کی قانون سازی کے بعد یہ سارا معاملہ regulate ہو جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے اپنی تحریک میں جو باتیں کی ہیں وہ سب کی سب درست ہیں۔ بتایا جائے کہ مسودہ کب تک تیار ہو جائے گا اور یہ سارا مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا؟ میں نے گوشت کے بارے میں جو بات کی ہے اُس حوالے سے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ برآمدات کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے لیکن ایران اور افغانستان جو سمگلنگ ہوتی ہے اُس کا کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس حوالے سے ہم قانون بنا رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جلدی قانون بنا رہے ہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! صرف اتنا بتا دیا جائے کہ یہ قانون کب تک بن جائے گا؟ بعد میں بے شک اسے dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ان کو بتائیں کہ کب پیش ہو رہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مسودہ اس وقت کابینہ کی approval کے لئے pending ہے لیکن جب یہ ہاؤس میں پیش ہو گا تب ہاؤس کے متعلق کوئی قدغن نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ کتنی دیر میں ہو گا کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی کا بھی ایک process ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اگلے اجلاس سے پہلے کابینہ سے approval مل جائے گی پھر وہ ہاؤس میں lay ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہاؤس کا اپنا ایک procedure ہے اُس کے متعلق جتنا بھی ٹائم لگے گا اُس کے مطابق یہ پاس ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 909 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

لاہور کے فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں اساتذہ کی خالی اسامیاں پُر نہ ہونے کی وجہ سے طالبات و مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ اس وقت پروفیسر حامد محمود بٹ شعبہ آئی، پروفیسر شہزاد شمس شعبہ نیورو سرجری فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں کام کر رہے ہیں۔ پروفیسر آف فرینزک میڈیسن میں ڈاکٹر خالد عزیز صاحب کے تبادلے کی وجہ سے سیٹ خالی ہے۔ اسی طرح پروفیسر فارماکالوجی ڈاکٹر شمیم اختر کے حال ہی میں LPR پر جانے کی وجہ سے سیٹ خالی ہوئی ہے۔ اسی طرح ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر گل رعنا بائیو کیمسٹری، ڈاکٹر طاہر جمیل ڈرماٹالوجی، ڈاکٹر یاور انیس آرتھوپیڈک سرجری، ڈاکٹر زینب پروین فرینزک میڈیسن، ڈاکٹر میمونہ ناہید اناٹومی، ڈاکٹر منزہ قیوم فارماکانومی، ڈاکٹر تسنیم فاطمہ رانا، ڈاکٹر رخشندہ فرید کمیونٹی میڈیسن اور ڈاکٹر عاصم اقبال بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ENT کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر تخلہ شور اسسٹنٹ پروفیسر فزیالوجی، ڈاکٹر مستنصر بطور اسسٹنٹ پروفیسر بائیو کیمسٹری، ڈاکٹر لبنیٰ عامر اور ڈاکٹر شہناز اختر بطور اسسٹنٹ پروفیسر فارماکالوجی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ڈاکٹر فوزیہ عصمت علی اور ڈاکٹر اختر پروین H ایٹ بطور AP اناٹومی فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں خدمات

سرانجام دے رہے ہیں۔ شعبہ فریزک میڈیسن اور شعبہ کیمونٹی میڈیسن میں AP کی اسامیاں خالی ہیں۔ ڈاکٹر حریت افضل، ڈاکٹر عندلیب خانم، ڈاکٹر فروغ زہرہ بطور AP شعبہ سرجری میں کام کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اسے مزید press نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: محرک اسے press نہیں کرتیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 915 محترمہ ثمینہ خاور حیات، جناب طاہر اقبال چودھری اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: اب 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز مغرب کے لئے 20 منٹ تک اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 10 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سرکاری کارروائی

بجٹ

بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران سے پری بجٹ تجاویز لینے کے لئے عام بحث

جناب سپیکر: جب تک وزیر قانون صاحب تشریف نہیں لاتے اس وقت تک تحاریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم آگے چلتے ہیں 12-2011 کے متعلق ممبران سے pre budget تجاویز لی جائیں گی۔ جو ممبران تجاویز دینا چاہتے ہیں اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوادیں۔ واضح رہے کہ یہ تجاویز آج مورخہ 17۔جنوری 2011 سے 19,20,21 جنوری تک لی جائیں گی۔ میں تمام حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اپنے حلقہ جات کے بارے میں ان کی جو تجاویز ہوں وہ ضرور دیں اور اس میں اپنا اپنا حصہ ضرور ڈالیں کیونکہ آپ نے اپنے اپنے حلقہ جات کی نمائندگی کرنی ہے۔ اس کے لئے آپ کو منٹ بہت کم ملیں گے، پانچ منٹ کریں یا سات منٹ کریں؟

ملک محمد وارث کلو: دس منٹ۔

جناب سپیکر: دس منٹ بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ میرے خیال میں سات منٹ بہتر ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! پھر نو منٹ کر دیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہ کریں۔ سات منٹ ٹھیک ہیں۔ I think seven minutes are sufficient.

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے اپنے حلقہ جات کی نمائندگی کرنی ہے۔ میرے ذہن میں فوری طور پر یہ سوال آیا ہے کہ یہاں بیٹھی ہوئی جتنی بھی بہنیں ہیں، ہمارے چونکہ حلقہ جات نہیں ہیں تو پھر ہم گھر چلی جائیں؟

جناب سپیکر: ان کا حلقہ سارا پنجاب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جب ہمارا حلقہ ہی نہیں ہے تو ہم یہاں بیٹھ کر کیا کریں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بھی اپنی تجاویز دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): ہم پھر آپ کو سنیں؟

جناب سپیکر: آپ بھی اپنی تجاویز دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی وقوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب والا! ہمیں بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے، سوال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے تو پھر ہم کیا کریں؟

جناب سپیکر: آپ اس پر ضرور بولیں، آپ کا بھی پورا حق ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو آپ نے مشورہ دیا ہے کہ حلقہ کے متعلق بات کریں۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ جو pre budget session ہے یہ policy matter پر ہے۔

جناب سپیکر: جی، policy matter بھی ہے اور آپ نے اپنے حلقہ کی بھی نمائندگی کرنی ہے دونوں چیزیں آپ کریں۔ دو منٹ آپ پالیسی پر لے لیں اور پانچ منٹ آپ اپنے حلقہ کے لئے لے لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! حلقہ کی تجاویز تو لکھ کر لے لیں اور policy matter کو یہاں پر discuss کر لیں تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں، جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں کر لیں۔ میں آپ پر پابندی نہیں لگاتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق ایک policy statement آ جائے۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ ابھی ادھر سے opening کر لیتے ہیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب پہلے آپ کی باری آ گئی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! کیا وزیر خزانہ نے اس کو open نہیں کرنا یا routine change ہو گئی ہے، میں وزیر خزانہ سے پہلے کیسے شروع کر لوں؟

جناب سپیکر: وہ تشریف لے آئے ہیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے پچھلے دو مالی سالوں سے pre budget discussion کی ایک مثبت روایت شروع کی اور اس روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے آئندہ مالی سال 12-2011 میں pre budget discussion کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ پنجاب اسمبلی نے یہ روایت پہلی دفعہ شروع کی ہے، باقی کسی صوبے میں یہ روایت ہے اور نہ ہی فیڈرل گورنمنٹ میں ہے۔ آج میں اس pre budget discussion میں توقع کرتا ہوں کہ تمام ممبران بھرپور شرکت کریں گے اور اپنی آراء سے نوازیں گے۔ آئین کے مطابق ممبران اسمبلی کو یہ کردار اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ عوامی مسائل کا ادراک رکھتے ہیں اور ان مسائل کی بہتر تجاویز بھی دیتے ہیں۔ بجٹ یقیناً ایک ایسی دستاویز ہے جو حکومتی پالیسی اور ممبران کی آراء کو عملی جامہ پہنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔

جناب سپیکر! ان حالات میں اس چیز کا ادراک ضروری ہے کہ ہم اپنے وسائل میں خاطر خواہ اضافہ نہیں کرتے تو ہم اپنی ترجیحات اور منصوبہ جات پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ اگر ہم اپنی ترقیاتی ترجیحات کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں تو یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنے موجودہ محاصل میں خاطر خواہ اضافہ کریں اور یہ نئے ٹیکسوں کے اجراء کی صورت میں ہو سکتا ہے یا موجودہ نظام میں بہتری لا کر ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی پوری کوشش ہے کہ اپنے محاصل کے مقرر کردہ اہداف حاصل کئے جائیں۔ ہر ماہ چیف سیکرٹری پنجاب کی زیر نگرانی تمام محکمہ جات کی کارکردگی کی جانچ پڑتال کے لئے محکمہ جات اہداف حاصل نہیں کر پاتے تو ان کو ہدایت کی جاتی ہے۔ ہماری پوری کوشش ہے کہ

اگلے چھ ماہ میں بجٹ کے تخمینہ میں دیئے گئے محاصل کا target حاصل کریں۔اس کے ساتھ ساتھ اپنے اخراجات میں ممکنہ حد تک بچت اور کفایت شعاری کے ذریعے وسائل کو زیادہ سے زیادہ ترقیاتی کاموں کی طرف مختص کریں۔اس سلسلے میں چند کوششوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں دس فیصد کمی ہوئی ہے جو تقریباً 2.80۔ارب روپے بنتا ہے اور یہ روایت پہلی دفعہ ہے کہ حکومت پنجاب میں اتنے بڑے پیمانے پر کمی واقع ہوئی۔۔۔(شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): مالیاتی discipline کو بہتر بنانے کے لئے میری ہی زیر صدارت ایک Austerity Committee کا قیام ہوا ہے جس میں ہم نے ائر کنڈیشنروں، گاڑیوں، جنریٹروں اور luxury items کی purchase کو کنٹرول کیا ہے۔اس کمیٹی کے ذریعے ہم نے تقریباً دو اڑھائی ارب روپے کی بچت کی ہے۔صوبائی محکموں کی تحلیل، کئی ایسے محکمے جو ہم سمجھتے تھے کہ ان کے اخراجات زیادہ ہیں اور ان اخراجات کو کم کیا جا سکتا ہے،اس طرح ہم نے چھ محکموں کو دوسرے محکموں میں merge کیا ہے۔اسی طرح contract پر ہونے والی بھرتی کی چھان بین اور ان کو دی جانے والی تنخواہوں کی نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ایسے اقدامات کی وجہ سے ہم نہ صرف اپنے غیر ضروری اخراجات پر قابو پائیں گے بلکہ مالی مشکلات میں بھی کمی لانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! ہمیں امید ہے کہ آئندہ Annual Development Programme میں جن چیزوں کو مد نظر رکھا جائے گا ان میں غربت میں کمی، روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع کی فراہمی، سماجی شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی، فنی تعلیم کے ذریعے زیادہ مواقع فراہم کرنا۔ صنعتی اور زرعی ترقی پیداوار میں اضافہ، خوراک پانی اور انرجی کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کی تمام شعبوں میں شراکت کی حوصلہ افزائی، علاقائی توازن اور خواتین کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ مالی سال 11-2010 کا ترقیاتی بجٹ بناتے وقت آئندہ دو سال کے اہداف بد قسمتی سے غیر معمولی سیلاب اور وسائل میں کمی کی وجہ سے پورے نہ کر سکے اس وجہ سے ترقیاتی پروگرام میں ترمیم کرنا پڑی اور جاری شدہ سکیموں پر عمل درآمد کی رفتار سست رہی۔ہماری یہ کوشش ہے کہ آئندہ مالی سال میں ان جاری شدہ منصوبوں کی تکمیل کو یقینی بنائیں اور مختص شدہ وسائل

بہتر طریقے سے ان پر خرچ کئے جائیں۔اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کی تشکیل کے لئے درج ذیل بنیادی اصول وضع کئے گئے ہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 تین سال medium term development frame work منصوبہ کا حصہ ہو گا جس میں پہلے سال یعنی 12-2011 کے لئے سکیموں کا باقاعدہ اندراج ہو گا جبکہ باقی دو سالوں کے لئے اہداف مقرر کئے جائیں گے۔ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام 12-2011 میں جاری سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم مختص کی جائیں گی جو منصوبہ جات 70 فیصد مکمل ہو چکے ہیں ان کو 100 فیصد مکمل کرنے پر توجہ دی جائے گی۔اس طرح پچھلے سالوں کے نامکمل منصوبہ جات جو کسی وجہ سے ADP میں شامل نہیں ہو سکے ان کو بھی ADP میں شامل کیا جائے گا۔اس کے علاوہ عوامی نمائندوں کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے متعلقہ شعبہ جات میں رقوم مختص کی جائیں گی، جو منصوبہ جات غیر ملکی امداد کے تحت شروع کئے گئے ہیں وہ لازمی طور پر ADP میں جگہ پائیں گے اور ان کے لئے مطلوبہ رقوم مختص کی جائیں گی۔

جناب سپیکر! سماجی بہبود کے شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت، واٹر سپلائی اور حکومت کے اصلاحی منصوبوں کی تکمیل ہو سکے گی، حکومت کی ترجیحات کے مطابق ترقی پذیر اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے گی، خاص طور پر وہ اضلاع جہاں بنیادی سہولتوں کی کمی ہے مثلاً جنوبی پنجاب چولستان اور بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے مختلف اضلاع کے دوروں میں عوامی نمائندوں کی نشاندہی پر جن منصوبوں کا اعلان یا آغاز کیا ان کو ترجیحی بنیادوں پر اگلے مالی سال کے ADP میں شامل کیا جائے گا تاکہ ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جا سکے۔ صوبے کی ترقی کے لئے اضافی وسائل کی فراہمی میں پرائیویٹ سیکٹر کردار ادا کر سکتا ہے موجودہ صوبائی اسمبلی نے اس ضمن میں Punjab Public Private Partnership Act 2010 کی باقاعدہ منظوری دے دی ہے اور اس سلسلے میں نوٹیفکیشن 20۔ جولائی 2010 کو جاری کر دیا گیا ہے۔اس قانون پر عملدرآمد کے لئے P&D نے ایک سپیشل سیل قائم کیا ہے۔یہ کوشش ہے کہ آئندہ مالی سال میں پرائیویٹ سیکٹر کی شراکت داری سے مختلف شعبہ جات میں سرمایہ کاری شروع کی جائے۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبران کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ انفرادی حلقوں کے مسائل کی نشاندہی اور ان کا حل نہایت اہم ہے لیکن موجودہ حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قومی اور صوبائی سطح کے مسائل سے پہلو تہی ہرگز ممکن نہ ہو گی۔ہم آج کل انرجی، پانی کی قلت، سیلاب کی تباہ کاریوں اور دیگر وجوہات کی بنا پر معاشی اور سماجی مسائل کا شکار ہیں ان کے ادراک اور حل کے لئے

ہمیں اجتماعی سوچ و بچار اور اپنی ترجیحات کا تعین کرنا ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ مسائل کے حل کے لئے صوبائی سطح پر تقسیم میں ترجیحات کے مطابق توازن کی نہایت اہمیت ہے، ہمارے بہت سارے حلقہ جات مسائل کا شکار ہیں ان میں توازن سے وسائل کی تقسیم ہونی چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ pre budget session میں معزز ممبران جو تجاویز دیں گے وہ ہماری اجتماعی سوچ کا عکاس ہوں گی۔ اب میں تمام معزز ممبران کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بھرپور طریقے سے اس pre budget بحث میں حصہ لیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میجر عبدالرحمن رانا صاحب!

معزز ممبران: قائد حزب اختلاف open کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں open کی ضرورت تو نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پہلے قائد حزب اختلاف بات کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ پہلے چودھری صاحب نہیں تھے اس لئے میں نے آپ کو کہا تھا۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے تو آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرنا ہوتی ہے، میجر عبدالرحمن رانا صاحب ہمارے بھائی ہیں اگر آج وہ یہ بحث open کر لیتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ پہلے pre budget تقاریر اور تجاویز کا رواج نہیں تھا جب یہ دور شروع ہوا تو اپوزیشن نے شروع میں ہی اپنی معروضات پیش کرنا شروع کیں جنہیں درخور اعتنا سمجھا گیا لیکن پہلے اور دوسرے سال کے بعد اس کے لئے چار دن mandatory کر دیئے گئے۔ میرے خیال میں اس سے کافی بہتری آئے گی، ہمارے حکومتی اور اپوزیشن benches کے معزز ممبران بجٹ بنانے میں contribute کر سکیں گے لیکن بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ سمجھتے ہوئے جو بات کر دی جائے کہ اس سسٹم نے چلنا ہے، جمہوریت نے چلنا ہے اور اگلا سال بھی آنا ہے اور جب اگلے سال کا بجٹ دینا ہے تو اس سے پہلے ایک pre budget session آنا ہے۔ اس میں لوگوں نے نشاندہیاں کرنی ہیں پیشتر اس کے کہ کوئی نئی تجاویز دیں وہ اپنی پرانی تجاویز کے بارے میں بھی باتیں کریں گے اس لئے میں اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے یہ عرض کرتا چلوں کہ میں چند ایک نشاندہیاں بھی کروں گا اور کچھ تجاویز بھی دوں گا۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے وسائل تمام علاقوں اور طبقات میں برابری کی بنیاد پر یکساں خرچ ہونے چاہئیں، جب پنجاب کے وسائل کو بجٹ کے اندر تقسیم کیا جائے disbursement of budget ہونی شروع ہو اور allocation of projects ہونی شروع ہو تو اس میں تمام علاقوں کو شامل کیا جائے۔اگر لاہور میں ایک شہری پر 35ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے تو ڈیرہ غازی خان، بہاولپور اور راجن پور کے اندر ایک ہزار سے لے کر پانچ ہزار تک ہے۔یہ بہت بڑا فرق ہے اس سے heart burning ہوتی ہے اور وہ سلسلہ یہاں تک چلا جاتا ہے کہ لوگ نئے صوبے کا بھی مطالبہ کرنے لگ جاتے ہیں جو کہ جائز ہوتا ہے۔میں یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غربت کم کرنا، روزگار کے مواقع بڑھانا پنجاب حکومت کی معاشی ٹیم کے لئے ایک بہت بڑا challenge ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے دور میں سالانہ باآسانی دس لاکھ تک ملازمتیں پیدا ہو رہی تھیں مگر بدقسمتی سے اب یہ شرح چار فیصد سے بھی کم سطح پر آ گئی ہے، اس طرف توجہ دی جائے اور infrastructure کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ زراعت اور صنعت کی بحالی پر توجہ مرکوز کی جائے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہوں گا اس کے علاوہ تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی آب حکومت کے اہم اہداف ہونے چاہئیں۔میں یہاں پر ایک تجویز دوں گا کہ فرضی رقوم پر انحصار نہ کیا جائے کیونکہ جب بجٹ presumption پر بن جاتا ہے تو گزشتہ تین سالوں میں یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ بجٹ بناتے وقت جن رقوم پر انحصار کیا تو پھر بعد میں کہنا پڑا کہ ہمیں divisible pool سے کم پیسے ملے ہیں۔لا محالہ مرکز میں divisible pool سے دینے کا ایک ہی طریق کار ہوتا ہے کہ جب تک صوبوں کی revenue collection بہتر نہیں ہوگی، اس کا mechanism بہتر نہیں ہوگا اور ان کے پاس نہیں جائے گی تو پھر divisible pool میں سے اتنا ہی پیسا واپس ملے گا۔ لہذا آئندہ بجٹ بناتے وقت آمدنی کے غیر حقیقی اعداد و شمار پر انحصار کم کیا جائے اور حقیقی اعداد و شمار پر انحصار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں پر ایک بہت ہی اہم بات کرنے والا ہوں کہ پچھلے سال بجٹ بناتے وقت جتنا زیادہ blocked allocation کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور یہ کہا گیا کہ blocked allocations نہ کی جائیں لیکن اتنی ہی زیادہ block allocation کی گئی۔جس طرح آج فنانس منسٹر صاحب نے وعدہ فرمایا کہ ہماری طرف سے جو تجاویز ہوں گی ان پر عملدرآمد کیا جائے گا اور انہیں on board لا کر فنانس منسٹری اور P&D کو club کر کے کیا جائے گا۔میں ایک دو چیزیں آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خفیہ رقوم نہ رکھی جائیں۔رواں بجٹ میں 55.5 کروڑ

روپے ہائر ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے جبکہ بجٹ دستاویز میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ خصوصی تعلیم کے لئے 80 کروڑ روپے میں سے 35 کروڑ روپے blocked allocation میں چلے گئے۔ یہ ایک blind curtain ہوتا ہے۔ پتا نہیں چل رہا کہ یہ 35 کروڑ روپے کہاں پر خرچ ہوئے اور کس لئے خرچ ہوئے؟ یہ ایک documented بات ہے۔ اسی طرح کھیلوں کے لئے رکھے گئے ایک ارب 60 کروڑ روپے میں سے 15 کروڑ روپے blocked allocation میں چلے گئے۔ Women Empowerment کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے جن کی بجٹ دستاویزات میں کوئی نشاندہی نہیں ہوئی۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اپنی planning کی طرف توجہ دینی ہوتی ہے اور development کو watch کرنا ہوتا ہے۔ یہ محکمہ development کے لئے ایک watch dog بھی ہے اور انہوں نے execution of projects کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ میں یہاں پر عرض کرتا ہوں کہ ان کا خود یہ حال ہے کہ 5-ارب 19 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جن میں سے 4-ارب 25 کروڑ روپے کی رقم blocked allocation میں چلی گئی۔ جب 5-ارب 19 کروڑ روپے میں سے 4-ارب 25 کروڑ روپے blocked allocation میں چلے جائیں گے تو پھر لامحالہ پی اینڈ ڈی کی اپنی working damage ہو گی۔ یہاں پر کسی قسم کے project management units کا کوئی رواج بھی نہیں ہے تو یہ ایک بالکل اندھیرے والی صورتحال ہو جاتی ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ blocked allocation کو ختم کیا جائے۔ اس میں صوابدیدی اختیار ہوتا ہے خواہ وہ چیف ایگزیکٹو کا ہو یا کسی منسٹر کا ہو اسے ختم کیا جانا چاہئے۔ ایسے منصوبہ جات جو کہ identified ہوتے ہیں ان پر کام کیا جائے اور ان کو کسی بھی دوسری وجہ سے اپنے target سے علیحدہ نہ کیا جائے یعنی target oriented منصوبہ جات ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آج یہ تجویز دوں گا کہ fully funded projects ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے cost escalation نہیں ہوتی۔ پہلے بڑی بڑی سکیمیں بنالی جاتی ہیں اور پھر ان کے لئے تھوڑے تھوڑے پیسے دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان منصوبوں کا بُرا حال ہو جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کو یہاں پر ایک سڑک کے بارے میں نشاندہی کرتا ہوں کہ ساہیوال اور اوکاڑہ سے فیصل آباد کے لئے جو connected road ہے وہ تین سال سے بن رہی ہے، اسے اُکھاڑ کر رکھا ہوا ہے اور اس کی تعمیر کے لئے صرف چند لاکھ روپے جاری کئے جاتے ہیں۔ تمام

ہیوی ٹریفک گاؤں میں سے گزر کر جاتی ہے۔ یہ ٹریفک پیرے والا پُل یا دوسری طرف سے گزر کر اپنی منزل پر پہنچ رہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے دوست محمد کھوسہ صاحب سے عرض کروں گا کہ اگر میری کسی بات پر ہنسی آئی ہے تو مجھے اس کا پتا ہونا چاہئے otherwise وہ ذرا میری عرضداشت کو سنجیدگی سے سُن لیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح اور بھی بے شمار سڑکیں ایسی حالت میں ہیں۔ بچیکی سے آپ کا بھی کبھی گزر ہوتا ہوگا اس کا پُل تین سالوں سے زیر تعمیر ہے اور وہاں پر بہت زیادہ ٹریفک blocked رہتی ہے۔ ایسے بڑے بڑے projects اگر fully funded ہوں گے تو پھر مقررہ وقت پر اپنی تکمیل کو پہنچ جائیں گے۔ پچھلے سال میرے ساتھیوں نے رِنگ روڈ فیصل آباد کے حوالے سے نشاندہی کی تھی جس پر مہربانی کرتے ہوئے اس کی feasibility کے لئے دو کروڑ روپے رکھے گئے لیکن ایک سال گزرنے کے باوجود اس دو کروڑ روپے کا کوئی منطقی نتیجہ نہیں نکل سکا۔

جناب سپیکر! ضلع جھنگ کی ایک تاریخی سب ڈویژن چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس ضلع کو دوسرے اضلاع کے برابر لانے کے لئے وہ منصوبے دیئے جائیں، وہ چیزیں دی جائیں کہ جن سے وہ محروم ہے۔ پچھلے سال اس ضلع کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ تجویز دوں گا کہ ضلع چنیوٹ کے لئے ایک خاصی بڑی رقم، target oriented and fully funded projects کے لئے دی جائے تاکہ یہ ضلع اپنی تاریخی حیثیت کے مطابق بن سکے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی رقوم کے استعمال کی صلاحیت بڑھائی جانی چاہئے اگر محکمہ فنانس کی طرف سے جاری کردہ پچھلے تین سالوں کی ترقیاتی سکیموں کی رقوم کے استعمال کی شرح کو دیکھا جائے تو وہ 50 فیصد بنتی ہے۔ اب field کے اندر یہ رقوم کتنی استعمال ہوئیں اور کتنی lapse ہو گئیں اس کا اندازہ لگایا جائے تو ترقیاتی رقوم کے استعمال کی شرح 45 فیصد سے بھی کم نظر آتی ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ project management units بنائے جائیں اور ان کی management reports منسٹر انچارج کے علاوہ فنانس منسٹر کے پاس ہر سہ ماہی کے بعد پیش کی جائے۔

جناب سپیکر! گندم کی خریداری کا سیزن آنے والا ہے۔ پچھلے سال export کرنے کے باوجود ابھی تک 30 لاکھ ٹن سے زیادہ گندم ہمارے stock کے اندر موجود ہے۔ اگر مناسب وقت پر گندم کی خریداری کا انتظام نہ کیا گیا تو بہت سے مسائل پیدا ہوں گے۔ پچھلے سال out of budget

haphazard arrangement کیا گیا تھا۔یہ تقریباً 186۔ارب روپے کے قریب رقم بنتی ہے جو کہ شیڈول کمرشل بنکوں سے بھاری سود پر لی گئی تھی۔اس کی وجہ سے عوامی فلاح کے منصوبوں کا نقصان ہوا ہے۔میں یہ کہوں گا کہ گندم کی خریداری کے لئے بجٹ کے اندر رقم مختص کی جائے۔اسی طرح گندم کے ساتھ ساتھ چاول کی فصل کی خریداری کا بھی بندوبست کیا جائے۔اس کی خریداری کرنے میں کوئی قانون مانع نہیں ہے۔یہاں پر جب بھی paddy crop کا وقت آتا ہے، خریداری نہ کرنے پر اعتراضات آتے ہیں تو ان کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پنجاب حکومت چاول کی خریداری نہیں کرتی۔گندم کی خریداری کے لئے بھی کوئی قانون ہے اور نہ ہی کوئی قانون گندم کی خریداری سے منع کرتا ہے اسی طرح چاول کی خریداری کرنے سے بھی کوئی قانون مانع نہیں ہے۔میں وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے معزز حضرات جو کہ یہاں پر تشریف فرما ہیں ان کے گوش گزار کرتا چلوں کہ قانون تو آپ لوگوں نے بنانے ہیں اور فیصلے تو آپ کی کابینہ نے کرنے ہیں۔میں کہوں گا کہ یہاں کا کسان بہت مشکل حالات میں کام کر رہا ہے، سردیوں کی راتوں میں اپنی فصل کو پانی لگاتا ہے اور شدید گرمی کے موسم میں اپنی فصل کی کٹائی کرتا ہے۔جب لو چل رہی ہوتی ہے اور لوگ اپنے بچوں کو باہر نہیں نکالتے تو اس وقت کسان اپنی فصل کی کٹائی کر رہا ہوتا ہے۔جب وہ فصل تیار ہو کر آتی ہے تو اس کی خریداری کے لئے rules آڑے آتے ہیں یا پھر حکومت کی طرف سے rules کا بہانہ بنا کر کسان کی فصل کو خریدا نہیں جاتا۔میں اسی لئے بروقت اور بجٹ بنانے سے پہلے آپ کو عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اپنے آنے والے بجٹ کے اندر گندم اور چاول کی خریداری کے لئے رقم مختص کرے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ ایسے وعدے نہ کئے جائیں کہ جن پر عمل کرنا مشکل ہو۔قرآن پاک کے بائیسویں پارہ کی سورہ السبا میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اے ایمان والوں جب بھی کوئی بات کرو تو کھری کھری بات کرو۔بات مبہم اور غیر واضح نہ ہو۔"آئندہ بجٹ بناتے وقت اس حکم خداوندی کو سامنے رکھا جائے۔سال 10-2009 کے بجٹ میں وزیر خزانہ کی طرف سے کہا گیا کہ "Information Technology جدید علوم کے حصول کا اہم ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کے وسیع تر استعمال کے ذریعے سرکاری شعبوں کی استعداد کار میں اضافے اور transparency کی عمل داری کو بھی بہتر بنایا جا سکتا ہے"جب وزیر خزانہ بجٹ تقریر کر رہے ہوتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر بول رہے ہیں کیونکہ وزیر خزانہ ان کی ہدایت اور اجازت سے تقریر کر رہے ہوتے ہیں۔مجھے بڑے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ معاملات اس کے بالکل برعکس ہیں کیونکہ اس اہم ترین

Information Technology کی وزارت کو ہی ختم کر دیا گیا ہے۔اس پر عمل درآمد تو دُور کی بات ہے انہوں نے تو اس وزارت کو ہی ختم کر دیا ہے۔اسی طرح فوڈ سپورٹ پروگرام ختم کر دیا گیا، سستی روٹی سکیم ختم کر دی گئی، گرین ٹریکٹر سکیم ختم کر دی گئی اور اس جیسے کئی دوسرے پروگرام بھی اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔

جناب سپیکر! 16۔جون 2008 کو وزیر خزانہ صاحب نے اس ایوان کو بتایا تھا کہ "پنجاب حکومت نے ہیلتھ انشورنس نظام شروع کرنے کے لئے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں جائزہ رپورٹ تیار کرنے کی پالیسی شامل کی ہے۔" مجھے وزیر خزانہ بتائیں کہ کیا وہ جائزہ رپورٹ تیار ہوئی یا نہیں؟ 2008 کے بجٹ میں آپ نے اس صوبے کے عوام کو نوید سنائی تھی۔کیا وہ پالیسی اس دفعہ بنے گی یا نہیں؟ اب چوتھا بجٹ آ رہا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ چوتھے بجٹ کے بعد ان کے پاس اس سکیم کی execution کرنے کا وقت نہیں رہے گا۔یہ بات 2008 میں کہی گئی، صرف ایک پالیسی بنانی تھی، صرف paper work کرنا تھا جو کہ ان تین سالوں میں مکمل نہ ہو سکا۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے، جب بھی میں لوڈ شیڈنگ کا نام لوں گا تو فوراً میرا کوئی نہ کوئی ساتھی کہہ دے گا کہ یہ تو مرکز کا معاملہ ہے۔میں گزارش کروں گا کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تمام صوبے پچاس mega watt تک بجلی پیدا کرنے کے projects لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! 16۔جون 2008 کی بجٹ تقریر کرتے ہوئے محترم وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ "انشاء اللہ ہم پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے اور اندھیروں میں کمی لے کر آئیں گے۔" 16۔جون 2008 کو 350 میگاواٹ بجلی صوبہ پنجاب میں پیدا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا تو صوبہ پنجاب کے اندھیروں میں کتنی کمی آئی وہ تو آپ کے علم میں بھی ہے۔اندھیروں میں کمی کی بجائے یہاں پر اندھیر نگری کا سماں ہے۔آپ 350 میگاواٹ تک کے یونٹ لگا سکتے ہیں اور وہ نیشنل گرڈ سٹیشن کے اندر شامل ہونے کے بعد اُس کی تمام کی تمام رائلٹی مع اُس کی production value سب صوبے کے پاس آنی ہے اور اس سے صوبے کا asset بڑھنا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ اس میں ڈاکٹر ثمر مند مبارک کی علمی قابلیت سے فائدہ لیا جائے۔گزشتہ حکومت نے پانچ مقامات پر بجلی پیدا کرنے والے یونٹوں کے کام کے معاملے کو آگے بڑھایا تھا جس کی feasibility تیار ہے۔صوبہ پنجاب میں بجلی کی shortage کی وجہ سے انڈسٹری اور زرعی ٹیوب ویلوں کا بُرا حال ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا قرضے واپس کئے جانے کا attitude ہونا چاہئے۔ وزیر خزانہ نے 16۔ جون 2008 کو اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم آئندہ نسلوں کے لئے قرض کا بوجھ چھوڑ کر نہیں جائیں گے مگر عملاً صورتحال یہ ہے کہ گزشتہ تین سالوں میں پنجاب کے قرضوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 2007 سے اب تک پنجاب کے قرضوں کے بوجھ میں 70 سے 90 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کر کے پنجاب کے ذمہ واجب الادا قرضے ادا کئے جائیں اور سابقہ حکومت نے جب اپنی successor government کو چارج دیا تھا تو اُس وقت خزانے میں 76۔ ارب روپے چھوڑے تھے اور آپ چونکہ چوتھے بجٹ کی تیاری کرنے والے ہیں تو اتنی قابل کابینہ اور اتنے موثر ایوان کے ہوتے ہوئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ایسے حالات ضرور کر دیئے جائیں کہ آپ اپنی successor government کے لئے کم از کم اتنا ضرور چھوڑ کر جائیں جتنا آپ کی سابقہ حکومت نے آپ کی حکومت کے لئے چھوڑا تھا۔

جناب سپیکر! ریونیو کے ہدف کی طرف توجہ دی جانی چاہئے۔ میں پنجاب حکومت کی گزشتہ بجٹ تقریر کو quote کروں گا انہوں نے کہا تھا کہ صوبائی ٹیکسوں کی وصولی کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے اور کہا گیا کہ ٹیکسوں کی وصولی کے ذمہ دار محکمے inefficiency and status quo کا شکار ہیں لیکن ہمیں اس سمت کوئی پیشرفت نظر نہیں آئی۔ میں tax collection کے حوالے سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ zero tolerance ہونی چاہئے اُس کے لئے آپ جو بھی mechanism بنائیں لیکن tax collection accurate ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم پنجاب کے اندر واحد catchment area ہے جہاں پر پانی اکٹھا ہو سکتا ہے اور ساری کی ساری دنیا on board mechanically, technically and engineering wise ہے کہ اس جگہ پر 600 ملین ایکڑ پانی سٹور ہو سکتا ہے اور ہم نے اس دفعہ 3500 ملین ایکڑ سے زیادہ پانی ضائع کر دیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمیں water management کی طرف آنا ہے۔ وزیر خزانہ کے علم میں ہے کہ پہلے کی نسبت دو سال سے disbursement of funds کے حساب سے کھالہ جات بنانے، مرمت کرنے، مائنرز اور راجباہوں کی دیکھ بھال کے حوالے سے فنڈز بالکل issue نہیں ہو رہے۔ میں گزارش کروں گا کہ water management کو بہتر کیا جائے کیونکہ پنجاب کے اوپر سیاسی پریشر ہونے کی وجہ سے پانی کے ذخائر blocked ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ ہم ایک مستقل مزاجی کے ساتھ اپنے بھائیوں کو اپنی

معروضات پیش کرتے رہیں گے اور ایک وقت ضرور آئے گا کہ کالا باغ ڈیم بنے گا لیکن اس سے پہلے water management کی طرف توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں دو اور چیزیں گزارش کروں گا جن کے لئے مجھے آپ کی، وزیر خزانہ اور کابینہ کے تشریف فرما بھائیوں کی خصوصی توجہ چاہئے وہ یہ ہیں کہ ہم سولر انرجی میں بہت rich ہیں اور دنیا کے تین چار ممالک اس ٹیکنالوجی میں بہت زیادہ excel کر چکے ہیں۔ ہمارے کسان کی کمر میں بلوں کا اتنا زیادہ بوجھ اٹھانے کی سکت نہیں رہی۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ سولر انرجی کی ریسرچ اور even سولر انرجی کی purchase میں اگر سبسڈی نہیں دینی تو اُس کے لئے یہاں پر فنڈز مقرر کئے جائیں کہ جس پر purchase کر کے آسان اقساط پر سولر انرجی پمپ دیئے جائیں۔ وزیر خزانہ سے میری دوسری گزارش ہے کہ ہمارے ہاں water logging areas ہیں جیسے کہ فیصل آباد، ساہیوال اور چند ایک اور اضلاع کے اندر ہے۔ Water logging سے جب water table اوپر آ جاتا ہے تو ساری کی ساری زمین بے کار ہو جاتی ہے۔ ایک Crescent Canadian Project تھا جو فیصل آباد اور ٹوبہ کے اضلاع میں لگا اُس کو ٹائل سسٹم کہتے ہیں جسے پمپ کرنے کے بعد 14 فٹ تک ensure کر رہے تھے کہ پانی اوپر نہیں آئے گا اور water logging area کی اتنی بڑی belt صرف waterfall shooting کے لئے رہ گئی تھی اور وہاں پر صرف شکار ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ آباد ہو گئی تھی۔ پچھلے دس بارہ سال سے وہاں پر بھرپور فصل پیدا ہو رہی تھی اُن کی بجلی بند کر دی گئی، سکارپ ایریا کے ٹیوب ویل بند کر دیئے گئے جس سے water table اوپر آنا شروع ہو گیا۔ میں چند ایک گاؤں جن میں 68(گ ب)، 57(گ ب)، 33(گ ب) اور اسی طرح آگے چلے جائیں تو سمندری اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایریا ہے وہاں پر water logging دور کرنے کے لئے channels موجود ہیں لیکن ان میں low lying area کا پانی نہیں جا سکتا۔ میری یہ گزارش ہوگی بلکہ میں یہاں پر کہوں گا کہ میری یہ منت ہوگی کہ water logging areas میں لوگوں کو آباد کرنے کے لئے وہاں پر سکارپ ٹیوب ویل چلائے جائیں۔ Canadians and Crescent Group نے جو ٹائل سسٹم بنایا تھا اُس کو reactive کیا جائے تاکہ اس سے پنجاب کی زرخیز زمینوں کو آباد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں یہاں پر جنوبی پنجاب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میری یہ تجویز ہے کہ جنوبی پنجاب کے اضلاع کو صوبہ کے ترقیاتی بجٹ کا 50 فیصد حصہ دیا جائے۔ یہ محرومیاں باتوں سے دور نہیں ہوں گی اور اس میں کسی ایک حکومت نہیں بلکہ سابقہ تمام حکومتوں کی contribution رہی ہے۔ صرف

پچھلی حکومت نے جنوبی پنجاب کو جتنا زیادہ فنڈ دیا وہ on board ہے لیکن وہ بھی کم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس دفعہ جو بجٹ بنایا جائے تو ترجیحات میں جنوبی پنجاب کا 50 فیصد حصہ ہونا چاہئے۔ حالیہ سیلاب کی وجہ سے اُن کی پسماندگی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ حالیہ سیلاب نے جنوبی پنجاب میں ایک تباہی کا منظر پیش کیا ہوا ہے اُس کے لئے میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں ایسی رقوم رکھی جائیں جن سے وہاں کے displaced persons کو نہ صرف کھیتی باڑی کرنے بلکہ اُن کی livestock کی purchase کے لئے اُن کو کوئی subsidies system دیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں یہاں پر transparency کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ 8۔ جون 2008 کی بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے فرمایا کہ ہم ایک صاف ستھری و فعال انتظامیہ اور صوبے میں مالیاتی نظم و ضبط لانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ یہ وعدہ اس طرح وفا کیا گیا ہے کہ میں مورخہ 13۔ جنوری کو قومی اخبار "The News" کی خصوصی رپورٹ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں جس میں پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نے آٹھ ہزار ایکڑز مین auction یا lease out کی ہے، چھ ہزار ایکڑ پر اقرباء پروری، market value سے کم قیمت اور سیاسی مداخلت کے الزامات ہیں، صوبہ کی مختلف عدالتوں نے ان پر stay orders دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ویسے تو حکومتیں بھی stay order پر چلتی ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بہاولپور بنچ نے ایک auction پر stay order جاری کیا اس میں درخواست گزار نے مؤقف اختیار کیا کہ مذکورہ زمین کی market value سولہ ارب روپے ہے مگر پنجاب نجکاری بورڈ نے پچاس کروڑ میں اس کی auction کر دی۔ اس ادارے کی transparency کا وعدہ کیا گیا تھا اور تین سال کے بعد اس کا جو نتیجہ آپ کے سامنے ہے میں ایک نہایت مؤقر اخبار کی خبر پیش کرتا ہوں کہ "وسائل کے زیاں کو روکا جائے، قیمتی اثاثوں کو ضائع کرنے کی بجائے آنے والی نسلوں کے لئے اونے پونے نیلام نہ کیا جائے اور ان کا موثر استعمال کرنے کا mechanism بنایا جائے۔"

جناب سپیکر! میں ایک اور اہم بات عوام کی رہائشی ضروریات کے بارے میں جناب منسٹر صاحب کو گوش گزار کروں گا۔ اس وقت پنجاب میں شہریوں کو گھروں کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ صوبہ بھر میں ہر سال 3 لاکھ 30 ہزار گھروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت نجی شعبہ میں ایک لاکھ 70 ہزار گھر تعمیر ہو رہے ہیں۔ ہر سال نئے گھروں کی قلت ایک لاکھ 60 ہزار ہے، رواں بجٹ میں پچاس فیصد سے زیادہ غریب آبادی جو ذاتی گھروں سے محروم ہے اس کے لئے حکومت نے 65 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اس قلیل رقم سے بمشکل 520 گھر بن سکتے ہیں، یہ calculated figure ہے اور جہاں پر ایک

لاکھ 60ہزار گھروں کی ضرورت ہو اور وہاں پر 520 گھر ہر سال بنائے جائیں گے تو پھر 520 سال کسی بے گھر کو گھر لینے کے لئے انتظار کرنا پڑے گا۔ میری استدعا ہے کہ ذاتی گھروں کا خواب پورا کرنے کے لئے جتنی بھی کچی آبادیاں ہیں ان کے مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں اور بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس مد میں بڑی رقم مختص کی جائے۔ اس کے علاوہ multistory رہائشوں کی طرف آیا جائے کیونکہ زمین تو کم ہوتی جائے گی آخر ختم ہو جائے گی اس کے پھیلاؤ کو بڑھانے کی بجائے multistory system کی طرف آنا چاہئے۔ آپ ذرا غور فرمالیں کہ ایک لاکھ 60ہزار گھروں کی ضرورت ہے اور جو ایک سال کے اندر پیسے مختص کئے گئے ہیں ان سے صرف 520 گھر بن سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سادگی کی بات کروں گا، اخبارات میں یا زبانی کہہ دینے سے کہ ہم سادگی اپنائیں گے اس طرح سادگی نہیں ہوتی بلکہ سادگی نظر آنی چاہئے۔ میں کچھ data آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ رواں بجٹ میں ذاتی گھروں سے محروم لوگوں کے لئے 65 کروڑ روپے رکھے گئے تھے اور کراچی میں خادم اعلیٰ کی جو annexe ہے اس کی تزئین وآرائش اور تعمیر و مرمت کا مجموعی بجٹ ساڑھے چار کروڑ روپے ہے، رواں مالی سال میں ایک کروڑ 18 لاکھ روپے مختص کئے گئے، GOR-I میں 79 لاکھ روپے ٹرانسفارمر نصب کرنے کے لئے مختص کئے گئے ہیں، وزیر اعلیٰ کے دفاتر 3۔کلب روڈ، 7۔کلب روڈ اور 90 شاہراہ قائداعظم کے لئے 3 کروڑ 62 لاکھ روپے کا منصوبہ ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ 3 کروڑ 62 لاکھ روپے کا منصوبہ وزیر اعلیٰ کا شکایت سیل بنانے کے لئے ہے۔ اس طرح یہ لگ بھگ 10 کروڑ روپے کے منصوبہ جات ہیں جو وزیر اعلیٰ کی کارکردگی موثر بنانے کے لئے خرچ ہو رہے ہیں۔ اگر سیکرٹریٹ بلاک، جمنیزیم، ہوم ڈیپارٹمنٹ کی luxury عمارات اور GOR کی figures کو جمع کریں تو یہ 65 کروڑ کو cross کر جائے گی۔ جب یہ صوبہ financial collapse میں پھنسا ہوا ہے تو یہ چیزیں جن پر 65 کروڑ روپے کا خرچ آئے گا اگر ان سے اجتناب کر لیا جائے اور اگلے بجٹ میں یہ نہ ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کروں گا کہ پولیس کے لئے پچھلی دفعہ بجٹ دیا گیا۔ میرے خیال میں پچھلے بجٹ میں اس مد میں جو رقم لاء اینڈ آرڈر کے لئے رکھی گئی تھی اس میں آئندہ بجٹ میں اضافہ کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ بجٹ کو بڑھانے کے بعد ان کی ٹریننگ کی طرف دھیان دیا جائے اور پولیس کے اندر اس ٹریننگ کے بعد جب وہ field میں آجائیں تو ان کا اعتماد بحال

کرنے کے لئے کوئی طریق کار اختیار کیا جائے۔ اس وقت پولیس بہت زیادہ demoralized situation سے گزر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 2010 میں دہشتگردی کے درجنوں واقعات میں لاتعداد شہری جاں بحق ہوئے ہیں اور "The Nation" اخبار نے لکھا کہ ایک سال میں ہلاکتوں میں 109 فیصد اضافہ ہوا ہے اور ہر روز پنجاب بھر میں 13 ہزار سے زیادہ ڈکیتیاں اور رہزنی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ پولیس کا بجٹ بڑھایا جائے، پٹرولنگ پولیس اور جو road side robbery روکنے والی پولیس ہے اس کے لئے بجٹ میں زیادہ پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! ایک اور گزارش ہے کہ ہمارا محکمہ خزانہ وفاقی حکومت کو recommend کرے کہ شرح سود میں کمی کی جائے کیونکہ شرح سود زیادہ ہونے کی وجہ سے ہماری انڈسٹری بہت زیادہ متاثر ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ خوراک کے گوداموں کی فروخت کے اشتہارات آتے رہے ہیں۔ میں اپنی pre budget speech کے اندر یہ کہوں گا کہ ہمیں تو زیادہ گوداموں کی ضرورت ہے لیکن لاہور میں جو نیلامی کے لئے رکھے جاتے رہے ہیں وہ ایک غلط فیصلہ تھا بلکہ اس دفعہ purchase کے ساتھ ساتھ نئے warehouses اور بڑے silos بنانے کے لئے بجٹ رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ TST roads کو مرمت کرنے کا mechanism ختم کر دیا گیا ہے۔ ہمارے ملک کے اندر جو TST roads بنتی ہیں ان کا تین سال کے بعد 38 ہزار روپیہ فی کلومیٹر کے حساب سے tarring کے لئے دینا ضروری ہوتا ہے لیکن وہ نہ دیئے جانے کی وجہ سے road empire بالکل اڑ کر رہ گئی ہے۔ میں یہاں پر گزارش کروں گا کہ اس مد میں بجٹ رکھا جائے تاکہ farms to market roads کی صورتحال بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے بارے میں، میں چند معروضات پیش کروں گا۔ میں نے محترم مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب کا ایک اخباری بیان دیکھا جس میں انھوں نے کہا کہ صوبہ کے 62 ہزار سرکاری سکولوں کو جملہ سہولیات کی فراہمی کے لئے 150۔ارب روپے درکار ہیں اور ان کا یہ printed بیان ہے جس کو انھوں نے deny بھی نہیں کیا جبکہ رواں بجٹ میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے فقط 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہاں پر منسٹر صاحب 150۔ارب روپے مانگ رہے ہیں اور بجٹ میں 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور تاحال صرف ایک دانش سکول کا افتتاح کیا گیا ہے۔ صوبہ کے 62 ہزار

سرکاری سکولوں میں مزدور، کلرک اور کسانوں کے بچے پڑھتے ہیں۔آئندہ اہداف ایسے مقرر کئے جائیں کہ جو سکول چار دیواری، بجلی، bathrooms اور فرنیچر سے محروم ہیں ان کو redress کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک گزارش کروں گا کہ کالجوں کی نجکاری نہ کی جائے۔ اس بجٹ بنانے کے اندر اس طرح کا mechanism اور allocation of funds ہوں کہ کالجوں کی نجکاری کو روک دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ایک خبر میں لکھا گیا ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ Danish School should have not independent income generation mechanism. ان کا یہ فقرہ جب چھپا ہے تو اس جملے سے یہ خدشات جنم لے رہے ہیں کہ کہیں دانش سکولوں کا بجٹ بھی بعد ازاں طلباء سے ہی پورا نہ کیا جائے۔ اگر ایسی صورتحال ہوئی تو دانش سکول عام سکولوں کو بھی کھا جائیں گے اور خود بھی self-generation کے چکر میں پڑ گئے تو ان کی self-generation نہیں ہو سکے گی۔ اگر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہاں پر غریب کا بچہ پڑھے گا، کسان کا بچہ پڑھے گا اور مزدور کا بچہ پڑھے گا تو وہ کون سا mechanism ہو گا کہ self-generation ہو گی۔ وہ انڈسٹری تو نہیں ہے۔ یہ ایک متضاد attitude ہے جو بجٹ کو بھی خراب کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک study کے لئے کہنا چاہتا ہوں اور وہ olive oil کے بارے میں ہے۔ یہاں olive oil کی ایک study آئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہمارے ہاں olive oil کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے اور اس میں سے 90 percent olive oil import ہو رہا ہے جبکہ چکوال، اٹک، اس کے نواحی علاقوں اور خصوصاً بھیرہ میں بھی اس کے climate کی study ہو چکی ہے۔ یہاں پر ایگریکلچر منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں تو میں آپ کی وساطت سے اُن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ olive oil study کے لئے budget allocate کیا جائے کیونکہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد ضرورت کا 90 فیصد جو import ہو رہا ہے وہ ہمارے پاس پیسا بچے گا اور ہم export کرنے کی پوزیشن میں آ جائیں گے۔ اس کے لئے چار اضلاع ہیں جہاں کے climate اس کام کے لئے سود مند ہیں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ انصاف کے حصول کے لئے جہاں ججوں کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں وہاں پر عملے کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں اس کے علاوہ آئندہ بجٹ میں ججوں اور عملہ کی تعداد بڑھانے کے لئے اس چیز کو target کیا جائے کہ عملہ بھی بڑھانا ہے کیونکہ کیسوں کی تعداد سے میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ 2009 میں صرف لاہور کی عدالتوں میں زیر التواء کیسوں کی تعداد 68 ہزار تھی جو کہ 2010 میں بڑھ کر 84 ہزار سے زائد ہو گئی ہے۔ عدالتوں کے اندر پولیس، وکلاء اور جج تشدد کا

نشانہ بن رہے ہیں جو کہ lack of budget کی وجہ سے ہے۔ ہمیشہ بجٹ ہی relief دیتا ہے اور بجٹ ہی محکموں، اداروں اور سوسائٹیوں کے مختلف segments میں ایسا atmosphere دیتا ہے کیونکہ بجٹ سے اُن کو ایسے projects نظر آ رہے ہوتے ہیں جس سے اُن کی tension اور anxiety ختم ہو رہی ہوتی ہے۔

(اذانِ عشاء)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہاں پر ایگریکلچر اور فنانس منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں تو میں آخر پر زرعی تحقیق کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ 09-2008 کے بجٹ میں ترقیاتی تحقیق کے لئے ایک ارب 21 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جبکہ 10-2009 میں اس رقم کو کم کر کے ایک ارب 2 کروڑ روپے کر دیا گیا۔ ہم بار بار کہتے تھکتے نہیں کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے لیکن ہمارا عمل کیا ہے؟ تحقیق میں دنیا آگے بڑھتی ہے اور علامہ صاحب کہتے ہیں کہ:

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

یہ اینٹ اور پتھر دنیا نہیں بناتے بلکہ جہانِ تازہ کی نمود افکارِ تازہ سے ہے اور افکارِ تازہ تحقیق سے آگے جاتی ہے لیکن ہم تحقیق میں جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے نمود کے لئے 19 کروڑ روپے کم کر رہے ہیں۔ اس سے کیا نمود ہو گی اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں۔ پنجاب میں 9 کروڑ بوری یوریا کھاد کی ضرورت ہے اور ڈی اے پی کی ضرورت اس سے تقریباً آدھی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر یوریا کھاد -/850 روپے میں دستیاب نہیں ہوتی اور کہا جاتا ہے کہ کمی ہے۔ ہم نے یہ سارا رونا بجٹ والوں کے سامنے رونا ہے، اس کی management نے اپنے بجٹ میں لے کر جسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "کیلنا ہے اوہناں نوں" آپ مارکیٹ میں جائیں تو ایک چیز -/1300 روپے کی ملے گی چاہے جتنی مرضی لے لیں وہ ساڑھے آٹھ سو کی نہیں ملتی۔ کمی management اور بجٹ بناتے وقت اُس کی طرف دھیان نہ دینے میں ہے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ آج کل ایک bio fertilizer کا کام چل رہا ہے جیسے ساری دنیا میں کچھ چیزیں بکتی ہیں کہ زیڈال سے گنجے پن کا علاج ہو جائے گا بلکہ گنجے پن کے علاج اور شوگر کے علاج کے لئے نوبل پرائزر کھے گئے ہیں۔ Bio نام کی کھاد منوں کے حساب میں نہیں ہوتی بلکہ bio کی کھاد ٹنوں کے حساب سے پھینکی جاتی ہے اس کی تحقیق کی جائے کہ اس نام سے یوریا کو ڈی اے پی

کے متبادل کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس میں اربوں روپے کمائے جائیں گے لہذا اس کا chemical analysis کرایا جائے۔ آپ اس کا analysis کرائیں گے تو ڈی اے پی کے ساتھ اس bio کھاد کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بے چارہ کسان تھوڑی سی کم قیمت کے نام پر لٹتا پٹتا اور کٹتا چلا جا رہا ہے اس لئے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ بجٹ میں ایک لیبارٹری بنانے کے حوالے سے فنڈز رکھے جائیں تاکہ جب اس قسم کی products مارکیٹ میں آتی ہیں تو متعلقہ product مارکیٹ میں آنے سے پہلے اور کسان کی کھال اُتر جانے سے پہلے لیبارٹری اُن کا ہاتھ پکڑ لے جو اُس کی کھال اتارنا چاہتے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لائیو سٹاک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دیہی علاقوں کی روزی واقعی لائیو سٹاک سے چل رہی ہے۔ اکثر گھرانوں میں ایسا ہوتا ہے کہ بچھڑی وغیرہ لے لی جاتی ہے اور گھاس کھود کھود کر اسے پالا جاتا ہے جب وہ بڑی ہو جاتی ہے تو اُس کے آدھے دودھ کی چائے بنالی جاتی ہے اور آدھا دودھ بیچ لیا جاتا ہے لیکن کسان جتنا اُس کو چارہ دیتا ہے اگر اس کے لئے اچھی قسم مل جائے تو کافی income ہو سکتی ہے اور وہ semen سے دی جا سکتی ہے اس لئے semen کی طرف دھیان دیا جانا چاہئے۔ یہ semen import ایک Sire company ہے جو import کر رہی ہے۔ Sire company والے کمانے میں کروڑوں سے اربوں روپوں میں چلے گئے ہیں لیکن وہ semen خود اپنے private enterprises کو کما کر دے رہے ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی کہا تھا کہ ایک SAG semen امریکہ میں improve ہوا ہے جس سے female ملتا ہے اور وہ بہت مہنگا ہے۔ یہ female کسان کا ایک asset ہوتا ہے لہذا اس چھوٹی سی ٹیکنالوجی کے لئے میری گزارش ہوگی کہ بجٹ میں اس کے لئے ایک مخصوص پیسہ رکھا جائے جس سے separated sex کے semen کسانوں کو ملیں۔ مزید برآں جب female کی پیداوار زیادہ بڑھے گی تو جو بچھڑے کٹ جاتے ہیں وہ بھی رُک جائیں گے۔ ہمارے پاس ساہیوال اور نیلی کی بھینسیں ہیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ڈیری فارم کی صنعت کو پانچ سال کے لئے tax free کرنے کے لئے مرکز کو recommend کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں جنگلات کے حوالے سے عرض کروں گا کہ محکمہ جنگلات اس چیز کا متقاضی ہے کہ global warming اور greenery کم ہونے کی وجہ سے rain falls کم ہو گئی ہیں۔ Rain falls اور flood دو ہی recharging ہیں جو ساری دنیا کے اندر مصدقہ چیزیں ہیں لیکن rainfall کو attract اور جنگلات بنانے کے لئے زمینوں کی سکیمیں بنائی جائیں، بجٹ کے اندر رقم رکھی جائے اور اس کے لئے monitoring system بنایا جائے۔ اس کے علاوہ گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے

فشریز ڈیپارٹمنٹ کو بھی بڑھایا جائے۔ میں یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ پچھلے تین بجٹ گزر گئے جن میں تقریباً1500۔ارب روپیہ بذریعہ وزارت خزانہ دوسری وزارتوں کے حوالے ہوا لیکن کیا on groundکوئی projectsآئے؟ فلاں کے کتنے projectsآئے، پینے کا صاف پانی کتنے اضلاع، کتنے دیہی علاقوں اور گھروں میں چلا گیا، کتنے roadsٹھیک ہو گئے، کتنے mega project identify ہوئے اور کتنے mega projectچل رہے ہیں؟ لوگ اب پوچھتے اور سوالات کرتے ہیں اور یہ سوالات آنے والے ایک سال کے بعد ووٹ کی شکل میں بھی سامنے آئیں گے لیکن وہ وقت آنے سے پہلے ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ وقت کم کر دیا جائے۔ وقت آبادی کے لئے دیا جاتا ہے، بربادی کے لئے نہیں دیا جاتا۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اس وقت کو آبادی کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس صوبے کے کسان اور مزدور نے ہمیشہ قربانی دینے کے لئے اپنا سر آگے کیا ہے۔ جب یہاں کا کسان، کھیت مزدور اور صنعتی مزدور ہر قربانی کے لئے اپنا سر اور اپنی خدمت پیش کرتا ہے تو اب یہ کٹا پھٹا اور سسکتا ہوا پنجاب یہ کہہ رہا ہے کہ:

موسم آیا تو نخل دار پہ میر
سر منصور ہی کا وار آیا

ہمارا سر ہی کیوں بار بار آتا ہے تو ہمیں اس بجٹ کے بعد سر اٹھا کر چلنے کا موقع دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں نے باری تو میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا کو دی ہوئی تھی مگر ایوان کی tradition کے مطابق اب یہ فیصلہ میں کیسے کروں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! traditionکے مطابق ہی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ کے حکم کے آگے میرا تو سر تسلیم خم ہے۔

جناب سپیکر: Traditionتو کوئی اور ہے لیکن میں نے floorآپ کو دیا تھا مگر اب مخدوم سید احمد محمود کو floorدیتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں آج بہت مختصر بات کروں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ جو چاہیں فیصلہ کر لیں وہ ٹھیک ہے اور عوام کا کوئی pressureنہیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! صبر کر لیں ان کے بعد ایک اور صاحب بیٹھے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں آج اپنا وقت رانا صاحب کو دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے نیازی صاحب! جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے ہمیں pre budget session میں بحث کرنے کا موقع دیا۔ میں اس بحث کو دو sectors پر divide کروں گا۔ ایک post budget اور دوسرا pre budget. اس لئے کہ 2010-11 کے وعدوں کی طرف وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کرا سکوں۔ یہ extraordinary times ہیں اور میں کم از کم personally بہت heavy heart کے ساتھ اس post budget اور pre budget پر بات کرنا چاہوں گا۔ Heavy heart اس لئے کہ میں اپنی سیاسی زندگی میں پہلی دفعہ یہ دیکھ رہا ہوں کہ parties of political system stability کی طرف جا رہا ہے لیکن ملک instable ہوتا جا رہا ہے۔ Political parties, political system, National Assembly, Senate and Provincial Assemblies عوام کے ان جذبات سے isolate ہوتی جا رہی ہیں جن کا تعلق اس ملک کی stability کے ساتھ ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ملک میں پہلی بار financial melt down ہے۔ آپ کے تمام indicators اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ ملک میں ایک بہت بڑا crisis ہے اور financial management نہ ہونے کے برابر ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم normal حالات سمجھ کر بجٹ پیش کر رہے ہیں لیکن مجھے نہیں لگتا کہ یہ بجٹ sustainable ہو گا کیونکہ inflation کا rate ہے اور نوٹ چھاپ چھاپ کر ہم گزارہ کر رہے ہیں۔ آج کے -/100 روپے کی چھ ماہ بعد 50، 60 روپے value رہ جائے گی۔ آج جس تخمینے پر وزیر خزانہ نے یہ بجٹ بنایا ہے تو ان کا تخمینہ چھ ماہ بعد reality سے بالکل الگ تھلگ ہو جائے گا۔ Reality کچھ اور ہے اور ہم بجٹ بنائے جا رہے ہیں تو اللہ ہماری خیر کرے مگر ان سب considerations کے بعد میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے ہماری گزارشات اور آہ و بکا سننے کے بعد plus 50 billion rupees کا جنوبی پنجاب والوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا اور یہ ہمارے سوال کا انشاء اللہ تعالیٰ اپنی winding up speech میں جواب بھی دیں گے کہ وہ 52 یا 54 بلین روپے آخر کہاں گئے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہماری طرف تو حالات پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ محکمہ تعلیم میں حالات پہلے سے زیادہ خراب ہیں، صحت کے sector میں حالات پہلے سے زیادہ خراب ہیں، ہماری طرف تو farms to market road کا project انہوں نے announce نہیں کیا۔ یہ بجٹ ایک ایسی دستاویز ہے جس پر

تمام شعبہ جات کا future depend کرتا ہے اور بجٹ دستاویز سے حکومت کا تمام تر محکموں میں vision ظاہر ہوتا ہے۔ پولیس کی ذمہ داری ہے اور اس نے ہماری حفاظت کا oath لیا ہوا ہے لیکن وہ خود assassination پر اتر آئی ہے۔ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو کسی ڈاکو، کسی تخریب کار یا کسی دہشت گرد نے نہیں بلکہ اس شخص نے مارا جو ان کی حفاظت پر مامور تھا جو کہ لمحہ فکریہ ہے اور جو successive budget آتے رہے یہ ان کا پیش خیمہ ہے۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اللہ کا نام مانیں اور اب سوچیں کہ یہ وقت نہیں ہے کہ ہم شاہ خرچیاں کریں، ہم جاہ و جلال پر بجٹ خرچ کریں، ہم بلٹ پروف گاڑیاں بھی رکھیں اور ساتھ cavalcade بھی رکھیں تو میری آپ کے اور اس ایوان کے توسط سے گزارش ہو گی کہ ان تمام عہدیداروں سے جن کا تعلق وفاق یا صوبے سے ہے کہ خدا کے لئے اپنی آنکھیں کھولیں اور عوام کے احساسات کو دیکھیں۔ اگر بلٹ پروف گاڑی رکھنی ہے تو پھر اکیلی بلٹ پروف گاڑی چلائیں۔ ایک بلٹ پروف گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں اوپر سے گاڑیوں کی پوری ایک لائن follow کر رہی ہے جس سے ٹریفک رکی ہوئی ہے۔ لوگوں کا سیاستدانوں پر سے اعتماد اٹھ رہا ہے اور میں نے اپنی سیاسی زندگی میں یہ dichotomy پہلی دفعہ دیکھی ہے کہ political system stable ہے لیکن ملک stable نہیں ہے اور جب حالات اس طرح کے ہو جاتے ہیں تو آپ کو پتا ہے کہ کون لوگ intervene کرتے ہیں اور جب یہ intervention ہو گی تو یہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کے clash کی وجہ سے نہیں ہو گی اور یہ intervention اس وجہ سے بھی نہیں ہو گی کہ اسمبلیاں اپنا کام نہیں کر رہیں بلکہ یہ intervention اس وجہ سے ہو گی کہ dichotomy بڑھ رہی ہے، عوام اور سیاست دانوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور سیاست دان عوام سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور security کے نام پر پروٹوکول جاہ و جلال کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ یہ وقت سوچنے اور عمل کرنے کا ہے اس لئے اپنی securities کو ایک طرف رکھا جائے اور seriously سر جوڑ کے بیٹھ کر management کی طرف توجہ دی جائے کیونکہ mismanagement کی حد ہوتی جا رہی ہے۔ ہم کرپشن کا نام سنتے تھے مگر اب تو ڈاکے پڑنے لگ گئے ہیں۔ اب identify کرتے ہیں کہ اچھا N.I.C میں پیسے پڑے ہیں تو آؤ اسے لوٹیں۔ بڑے بڑے سیاست دانوں کی ایک کمیٹی بنتی ہے جو وہاں پر اپنا بندہ لگواتی ہے پھر وہ تمام پیسے لوٹ لئے جاتے ہیں۔ اس طرح سے یہ ملک نہیں چلے گا بلکہ ہم اس طرح اپنا مذاق اڑا رہے ہیں تو میری آپ سے اور اس ایوان سے اور اس وقت حکومت کی

باگ ڈور سنبھالنے والوں سے گزارش ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کا نام مانیں، اپنی اپنی آنکھیں کھولیں اور عوام کے احساسات سے مزید نہ کھیلیں۔

جناب سپیکر! post budget کے لحاظ سے 54 بلین روپے کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا اور ہم سمجھے کہ 54 بلین روپے ہمارے علاقوں میں خرچ ہوں گے جس سے تعلیم میں بہتری آئے گی، missing facilities دور ہوں گی، ہمارے اساتذہ کی سالہا سال سے پڑی ہوئی خالی اسامیاں Finance Department sanction کرے گا اور ہم سمجھتے تھے کہ ہمارے ہاں خاص طور پر پرائمری health میں بہتری آئے گی اور ڈاکٹروں کی پڑی ہوئی خالی اسامیاں اس 54 بلین روپے سے fill ہوں گی اور پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں بھی fill ہوں گی لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ ہم سمجھتے تھے کہ اس 54 بلین روپے سے جنوبی پنجاب میں کم از کم دو تین یونیورسٹیاں بنائی جائیں گی۔ یونیورسٹیاں تو درکنار انٹر کالج تک نہیں بنا۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ farm to market road بنے گی۔ جب پچھلے بجٹ میں انہوں نے اتنے زبردست طریقے سے announce کیا، ان کو کچھ دنوں کی political mileage تو مل گئی لیکن آج عوام اس انتظار میں ہے کہ وہ 54 بلین روپیہ کہاں گیا، وہ ہمارا گریبان پکڑتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ وہ 54 بلین روپے کہاں گئے؟ یہ PILDAT کی رپورٹ آئی ہوئی ہے اور میں نے پچھلی مرتبہ بھی فریاد کی تھی اور اس مرتبہ بھی میں PILDAT کی رپورٹ کو سہارا بنا کر فریاد کر رہا ہوں۔ اس رپورٹ کے مطابق لاہور میں 3507 روپے فی کس خرچ ہوئے، جنوبی پنجاب اور خاص طور پر رحیم یار خان میں 844 روپے فی کس خرچ ہوئے۔ یہ کیا ہے، یہ تخت لاہور کب سدھرے گا، یہ کب انصاف کی بنیاد پر فیصلے کرے گا، یہ کب ہمارے ساتھ انصاف کرے گا اور یہ کب ہمیں اس ملک کا شہری سمجھے گا؟ یہ یہاں بجٹ پیش کر دیتے ہیں، pre budget debate بھی رکھ دیتے ہیں، کچھ دنوں بعد budget debate بھی ہو جائے گی اور ہم یہی باتیں کر کے گھروں کو چلے جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ فنانس منسٹر ہمارا بجٹ 54 بلین روپے سے مزید بڑھا کر announce کریں گے لیکن رزلٹ زیرو کا زیرو ہے۔ میں اس pre budget debate میں ان سے گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ خدا کے لئے ہمیں vision دیں۔ آج pre budget debate میں ایجوکیشن منسٹر ہیں، نہ ہیلتھ منسٹر ہیں، بے شک آپ دیکھ لیں کہ یہاں کابینہ کے کتنے ممبران بیٹھے ہیں اور وہ بے چارے یہاں کیوں بیٹھیں؟ وہ کام کے ہی نہیں ہیں، ان کے پاس vision ہی نہیں ہے۔ مجھے بتائیں کہ جب سے یہ ہاؤس معرض وجود میں آیا ہے اور جناب والا سپیکر بنے ہیں تو مجھے بتا دیں کہ اس ہاؤس میں آج تک کسی محکمے کا کوئی vision آیا

ہے؟ بجٹ تو vision ہوتا ہے، یہ بجٹ ایسا document نہیں ہے کہ فنانس منسٹر پڑھ دیں اور ہم voting کر دیں۔ 200۔ارب روپے کا development budget ہے، اس 200۔ارب روپے کا کیا بنا جو آپ کے پاس 2010-11 میں تھا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ"۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! اب وہ وقت نہیں ہے۔ آپ بلوچستان میں دیکھ لیں وہاں اسمبلی کام کر رہی ہے، منسٹر بھی بیٹھے ہیں، حکومت بھی ہے، چیف منسٹر بھی ہے، گورنر بھی ہے اور عوام کو اس اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آج آپ پنجاب اسمبلی کو دیکھ لیں، یہاں interest ملاحظہ فرمائیں اور یہ بات میں ہر مرتبہ point out کرتا ہوں۔ آپ interest ملاحظہ فرمائیں کہ pre budget debate ہے اور کون سا منسٹر کام والا یہاں بیٹھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: کہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ایجوکیشن منسٹر کہاں ہیں؟

جناب سپیکر: دو منسٹر تو آپ کے بائیں طرف بیٹھے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں آپ سے گفتگو نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں اس ہاؤس کے floor پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ آپ میری باتوں کو غور سے سنیں اور ان کو digest کریں۔ ہمارا عوام سے فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے اور اس اسمبلی کا فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اگر ہم اس اسمبلی میں آ کر اپنے لوگوں کی نمائندگی نہیں کریں گے، اس اسمبلی میں آ کر postings, transfers کراتے رہیں گے اور چیف منسٹر صاحب کی خوشامد کرتے رہیں گے تو پھر ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ 200۔ارب روپے کا بجٹ ہے، مجھے بتائیں کہ وہ 200۔ارب روپے کہاں گیا؟ ہماری طرف سیلاب آیا، ہمیں کہا گیا کہ ہم سیلاب پر پیسا خرچ کریں گے۔ میں آپ کو floor of the House کہتا ہوں کہ میں سیلاب کا affectee ہوں اور میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جتنا پیسا میں نے اپنی جیب سے خرچ کیا ہے اُس کا quarter بھی پنجاب حکومت نے خرچ نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ کیسی حکومت ہے جو کہتی ہے، لاہور والوں کو تو یہ خبر ملی ہو گی کہ چیف منسٹر صاحب نے وہاں پر بہت کام کیا ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر گھومتے رہے، پکے پکائے چاول زمین پر پھینکتے رہ گئے اور وہاں کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے یہ سنا ہے کہ جو پیسے جمع ہوئے ہیں، جو مخیر حضرات نے دیئے ہیں، جو ہمارے دوست

ممالک نے دیئے ہیں ان پیسوں کے بارے میں، میں نے یہ سنا ہے کہ یہ ان کے گھر بنانے چلے ہیں۔ میں نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا تھا کہ آپ کو اللہ کا واسطہ آپ گھر نہ بنائیں، آپ کو جتنا پیسا ملا ہے آپ affectees میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں، ہم گھر بنائیں گے۔ مجھے بتائیں کہ کون سے گھر بنے ہیں؟ میں اپنے گھر میں دو کمرے بنوا رہا ہوں پچھلے چھ مہینے سے وختا پڑا ہوا ہے اور یہ ہزاروں گھر بنانے چلے تھے۔ میں نے اُس وقت چیف منسٹر کو کہا تھا کہ آپ گھر نہیں بنا سکو گے، تم سے گھر نہیں بن سکیں گے اور میں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ نہیں بن سکیں گے۔ وہ گھر بنے، ہمیں ہمارا بجٹ ملا، ہماری کوئی relief ہوئی اور نہ ہی ہماری کوئی rehabilitation ہوئی اور 54 بلین روپیہ پتا نہیں کہاں چلا گیا؟

جناب سپیکر! میری فنانس منسٹر سے گزارش ہے کہ خدا کا خوف کریں۔ آپ ہیلتھ پر ایک vision لے کر آئیں۔ یہ pre budget debate ہے، میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ اپنی کابینہ میں بیٹھ کر چیف منسٹر پنجاب کو کہیں کہ ہیلتھ کا vision دیں، جو بھی آپ کے ہیلتھ منسٹر ہیں انہیں کم از کم پرائمری ہیلتھ کا vision دینا چاہئے کہ اس میں کتنا پیسا خرچ کر رہے ہیں اور اس سے کتنے لوگوں کو فائدہ ہوگا، مجھے بتائیں کہ حکومت پنجاب کے پاس پرائمری ہیلتھ کا کیا vision ہے؟ اسی طرح ایجوکیشن میں vision دینا چاہئے، اسی طرح agriculture میں vision دینا چاہئے، اسی طرح inflation کو روکنے کے لئے vision دینا چاہئے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ 200۔ارب روپے آیا ہے اب یہ بادشاہ سلامت کے ہاتھ میں ہے۔ اس کو کوئی 800۔ارب روپے پر spread over کر دیتے ہیں۔ اب مجھے نہیں پتا کہ آپ کا development کا outlay کیا ہے؟ یہ مجھے اندازہ ہے کہ آپ کے پاس خرچ کرنے کے لئے 200۔ارب روپے ہوگا لیکن جب آپ اس کو 800۔ارب روپے پر spread over کر دیں گے تو جو سکیم ایک ارب روپے کی ہے اس کو execute کرنے کے لئے ان کے پاس دس کروڑ روپے ہیں۔ یہ دس کروڑ روپے دے دیتے ہیں، وہ کام شروع ہو جاتا ہے، دو دن کی بلے بلے شروع ہو جاتی ہے اور اس کے بعد باقی پیسے ہیں اور نہ ہی دینے کے لئے ہیں۔ اس طرح ہوتا یہ ہے کہ وہ دس کروڑ روپے بھی ضائع ہو جاتے ہیں، باقی پیسے بھی نہیں ہوتے اس لئے وہ سکیم بھی گئی۔ صرف دو دن کی بلے بلے کے لئے دس کروڑ روپے بھی گئے اور سکیم بھی گئی۔ یہ mismanagement ہے۔ اگر حکومت پنجاب فیصلہ کر لے کہ ہم fully funded خرچ کریں گے، وہ سکیم شروع نہ کریں جس کا پیسا آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ کے پاس اگر دس کروڑ روپے کی سکیم ہے تو آپ دس کروڑ روپے مختص کر دیں وہ سکیم بن جائے

گی۔چھ نہیں تو آٹھ مہینے میں بن جائے گی لیکن اگر آپ دس کروڑ روپے کی سکیم کو صرف ایک کروڑ روپے دیں گے تو وہ زیادتی ہے۔اس طرح وہ ایک کروڑ روپے بھی ضائع اور 9 کروڑ روپے آپ کے پاس دینے کے لئے ہیں نہیں اس لئے وہ سکیم بھی ضائع ہو جاتی ہے۔یہ سارا کام فنانس ڈیپارٹمنٹ کے افسران نے ایجاد کیا ہے،انہوں نے سیاست دانوں کا بیڑا غرق کیا ہے کیونکہ ان کے پاس تو vision ہے نہیں اور vision سیاستدان نے دینا ہوتا ہے۔جب سیاستدان vision نہ دیں تو پھر ایسے لوگ vision دیتے ہیں اور اس کا حشر یہی ہوتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے ذکر کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج پورا ملک گرداب میں ہے،پورا ملک پریشانی میں ہے اور یہ mismanagement کی وجہ سے ہے۔ یہ mismanagement مجھے اس بجٹ میں بھی نظر آ رہی ہے اور 2011-12 کا بجٹ بھی mismanagement کی نذر ہو جائے گا،سب سے important P & D Department ہے لیکن وہاں planning کا نام ہے،development کا نام ہے اور نہ ہی کوئی vision ہے۔دانش سکول بنا رہے ہیں، بھئی! پہلے پرائمری سطح کی problems کو تو دور کر لیں لیکن بادشاہ سلامت کو خیال آیا کہ دانش سکول ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہاں پر امیر اور غریب کے بچے اکٹھے پڑھنے چاہئیں۔یہ دانش سکولوں پر اربوں روپے لگا دیں گے، پرائمری سکولوں کی حالت پہلے سے زیادہ ابتر ہو جائے گی۔یہاں پر ایم پی ایز چیخ رہے تھے کہ مسجد مکتب سکول بند کئے جا رہے ہیں۔ وہ اس لئے بند کئے جا رہے ہیں کہ financial crunch ہے۔اگر financial crunch ہے تو فضول خرچیاں تو نہ کی جائیں،اگر فضول خرچیاں کرنی ہیں تو اپنی جیب سے کریں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت پیسا دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

حکومت کے پیسے کو بے دردی سے خرچ نہ کیا جائے۔ میری گزارش ہے کہ حکومت کا پیسا آپ کے پاس امانت ہے اور اس امانت میں خیانت کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا۔پوری قوم جو خمیازہ بھگت رہی ہے وہ اسی لئے بھگت رہی ہے۔حکومت کے پیسے کو نیک نیتی اور ایمانداری سے خرچ نہیں کیا اور اس پیسے کو ہم نے ہمیشہ political mileage حاصل کرنے کے لئے خرچ کیا،ضائع کیا اور good governance سے دور ہوتے چلے گئے۔اب میں جس point پر آ رہا ہوں لیکن مجھے پتا ہے کہ میری بات کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے،پھر بھی میں آپ سے یہ گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی باتیں note کر رہے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں drainage کا یہ حال ہے کہ میں نے جس شہر کا visit کیا ہے وہاں پر سیوریج کا کام جس کو عام زبان میں سیوریج کہتے ہیں وہ جگہ جگہ جوہڑ بنے ہوئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس بجٹ میں ڈرینج اور سیوریج کے لئے کتنے پیسے مختص کئے گئے ہیں، کیا کوئی vision ہے اور کسی کو drainage کا پتا بھی ہے کہ اس کو ٹھیک کیسے کرنا ہے، کیا کوئی ادارہ بھی ہے؟ پبلک ہیلتھ کا ایک ادارہ ہے۔ جتنی بھی پورے پنجاب میں واٹر سپلائی بنوائی گئی ہیں ایک بھی کام نہیں کر رہی۔ آپ مجھے پورے پنجاب میں ایک بھی واٹر سپلائی دکھادیں جو کام کر رہی ہو، اربوں روپیہ خرچ کیا ہوا ہے لیکن کام کوئی نہیں کر رہی، اربوں روپیہ سیوریج پر خرچ کیا ہوا ہے لیکن سب گٹر ابلے پڑے ہیں۔ اس بجٹ میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ہوگا۔ بجٹ آجائے گا لیکن شہر کے اصل مسائل جوں کے توں رہیں گے، شہر میں پانی کے جوہڑ بھرے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ گٹر ابل رہے ہیں لیکن کسی کو کوئی پروا نہیں ہے۔ صرف لاہور کی فکر ہے، لاہور میں ہی پیسے خرچ ہوں گے، لاہور میں ہی سکیمیں بنیں گی، لاہور میں ہی کالج بنیں گے، لاہور میں ہی یونیورسٹیاں بنیں گی اور ہم ساڑھے چار سو میل دور بیٹھ کر یہ تماشا دیکھتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! اسی لئے ہماری طرف صوبے کی بات ہے، یہ ہر بچے بچے کی زبان پر ہے۔ میں آپ کو لکھ دوں کہ جو حکومت یا جو سیاسی جماعت جنوبی پنجاب میں صوبے کی حمایت نہیں کرے گی اسے ووٹ نہیں پڑے گا۔ مجھے معلوم ہے، آپ بے شک وہاں دانش سکول بنوالیں، جتنے دورے کر لیں لیکن میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دے دوں جو on record بات ہے اور میں یہ بات on floor of the House کر رہا ہوں کہ میں نے 25۔ نومبر کو ایک جلسہ رکھا۔ میں اپنے اندازے میں سمجھتا تھا کہ 25 سے 30 ہزار آدمی آئیں گے مگر آپ اپنی سکیورٹی ایجنسیوں سے معلوم کر لیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تھا۔ Charged, charged کیوں؟ تخت لاہور کی نفرت اور اس بجٹ کی نفرت یہ جو بجٹ آرہا ہے اس کی نفرت تھی کیونکہ ان کو ملتا ہی کچھ نہیں ہے اس لئے ان کے پاس ٹیچرز ہیں، ڈاکٹرز ہیں، ہسپتال ہے، سڑک ہے، پانی ہے، بجلی ہے اور نہ ہی law& order ہے۔ پچھلے دو ماہ میں 150 اغواء برائے تاوان کے کیس ہوئے ہیں لیکن اٹھائے غریب لوگ جا رہے ہیں، کوئی 10 لاکھ روپے دے کر آرہا ہے، کوئی 15 لاکھ روپے دے کر آرہا ہے۔ ان کا تو حال ہی خراب ہے، وہ اس بجٹ کو کیا کریں گے؟ جب وہ وہاں بیٹھ کر سنیں گے کہ گورنر کو پولیس والے مار رہے ہیں تو مجھے آپ بتائیں کہ کیا وہ پولیس والوں کے پاس پرچہ درج کرانے کے لئے جائیں گے، یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم سب کو سر جوڑ کے بیٹھ کر ان حالات پر

نظر ڈالنی چاہئے، اپنے قبلے کو درست کرنا چاہئے، اپنے ایمان سے کام کرنا چاہئے اور میری گزارش ہے کہ ہمیں اپنے ایمان پر آ جانا چاہئے۔ وفاقی حکومت اور چاروں صوبائی حکومتوں کو عوام کے سلگتے ہوئے مسائل پر توجہ دینی چاہئے، حکومت کے پیسے کا زیاں بند کر دینا چاہئے اور جو جاہ و جلال پر خرچہ ہو رہا ہے، ہیلی کاپٹر پر خرچہ ہو رہا ہے، cavalcades پر خرچہ ہو رہا ہے اس کو ختم کرنا چاہئے اور ٹریفک کو روکے بغیر سفر کرنا چاہئے۔ آپ کے پاس bullet proof گاڑی ہے، آپ کا کوئی کچھ نہیں کرے گا اس لئے ٹریفک کو روکے بغیر سفر کرنا چاہئے۔ عوام سے تعلق کو دوبارہ بحال کرنا چاہئے، بلوچوں کے دل پر جو ہم نے زخم لگائے ہیں ان پر مرہم رکھنا چاہئے، جنوبی پنجاب میں احساس محرومی کو practical طریقے سے اس بجٹ کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ کا بہت شکریہ اور مہربانی۔ جی، عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ پچھلے چند سالوں سے یہ pre budget suggestions کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے یہ ایک انتہائی اچھا قدم ہے لیکن practically دیکھنے میں آیا ہے کہ جو تجاویز ہاؤس کے اندر دی جاتی ہیں بجٹ بناتے وقت ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اگر ان تجاویز پر عملدرآمد بھی شروع ہو جائے تو میرا خیال ہے یہ اقدام مزید بہتر نتائج دے سکتا ہے۔ میں اس چیز کو تسلیم کرتا ہوں کہ ایسے مشکل معاشی حالات میں ایک اچھا بجٹ دینا بڑا مشکل ہے لیکن اگر ہم اپنے resources کو بڑھا لیں تو یہ ناممکن بھی نہیں ہے۔ میں نے پچھلے سال pre budget session کے دوران بھی تجویز دی تھی کہ جب بھی ہم کسی ڈیپارٹمنٹ کو ایک بجٹ دیتے ہیں تو اس کے against ہمیں ان کو targets بھی دینے چاہئیں۔ یعنی میرا کہنے کا مقصد ہے کہ جب بھی کسی کو پیسا دیا جائے، چاہے وہ کسی فرد کو دیا جائے، چاہے وہ کسی ادارے کو دیا جائے یا چاہے کسی ڈیپارٹمنٹ کو بجٹ کی صورت میں دیا جائے تو اس کے لئے targets مقرر کرنا بہت ضروری ہیں تاکہ ان targets کے achievements کے against اس ڈیپارٹمنٹ کو evaluate کیا جا سکے اور اس سے financial discipline میں بھی بہتری آتی ہے اگر ان لوگوں کو targets دے دیئے جائیں لیکن وہ چیز جو ہو نہیں رہی تو اس پر توجہ دی جائے تاکہ بہتر financial discipline قائم ہو۔

جناب سپیکر! دوسرا آڈٹ سسٹم شروع ہے جو کہ اسی بجٹ کے ساتھ ہی link ہوگا اس پر ہم بہت زیادہ زور دے رہے ہیں کہ یہ 10 روپے فالتو خرچ ہو گئے ہیں یا 20 روپے فالتو خرچ ہو گئے ہیں جس کو ہم عرف عام میں financial audit کہتے ہیں تو کیا ہی بہتر ہو کہ اس کو ہم performance

auditکی طرفshiftکریں اور ہر ڈیپارٹمنٹ کا بجائے 10 روپے یا 20 روپے کا ہم آڈٹ کرتے ہیں کہ یہ ناجائز خرچ ہوگئے ہیں یا جائز خرچ ہوگئے ہیں بلکہ یہ دیکھیں کہ اس میں جو بجٹallocateہوا ہے اس کےagainstاس نے کیاachieveکیا ہے اور کتنے لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے تاکہ اگر یہ بہتر طریقہ ہے تو اس کوshiftکیا جائے لیکن یکدم یہshiftہو نہیں سکتا لیکن periodicallyساتھ ساتھshiftہوتا جائے تو میرا خیال اس کے بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر! ہمارا سب سے جو بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ بنیادی سہولتوں کی چیزیں بروقت مارکیٹ کے اندرavailableنہیں ہوتیں جس طریقے سے وفاقی حکومت یوٹیلٹی سٹور چلا رہی ہے جو کہ تعداد میں بہت کم ہیں لیکن اگر اسی طریقے سے صوبائی حکومت ہر یونین کونسل میں ایک Co-operative Storeکھولے اور وہاں پر بنیادی سہولتوں کی تمام چیزیں فراہم کرے۔ جب ڈیمانڈ بڑھتی ہے تو لوگ اس کو profiteeringکے لئے استعمال کرتے ہیں،holdingکرتے ہیں تو اس سے بچا جا سکے گا اور لوگوں کے لئے مارکیٹ کے اندرdemand and supplyکو برقرار رکھنے میں بہت زیادہ مدد مل سکے گی۔ اسیCo-operative Storeپر مثلاً جیسے زمیندار کو کھاد چاہئے اور کھاد مارکیٹ سے غائب ہو جاتی ہے لیکن یہی کھاد اگر آپCooperative Storeکے ذریعے دے دیں اور جیسے چینی ہے جب آپ کو ضرورت پڑی تو وہ غائب ہوگئی اگر انCo-operative Storesکی chainہر یونین کونسل کیlevelپر بن جائے تو میرا خیال ہے اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا جو کہ بہت ضروری چیز ہے اور یہاں پر بہت سے دوستوں نے مشورہ دیا ہے کہ پولیس کا بجٹ بڑھایا جائے تاکہ ان کی استعداد اور کام کرنے کی قوت بڑھے لیکن میری تجویز اس کےoppositeہے کہ پولیس کا خرچہ کم کیا جائے۔ پولیس کی efficiencyسے ثابت ہو چکا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسی امید پر پولیس کی تنخواہیں دُگنی کی تھیں تاکہ ان کیefficiencyبہتر ہو لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ ہمیں وہ اقدامات اٹھانے چاہئیں جن سے یہ غیر ضروری اخراجات مثلاً جیل خانہ جات ہے ان کا خرچہ بھیcut downکیا جا سکتا ہے، اگرdeferred punishmentکا رواج ڈال دیں، اگر آپparoleپر زیادہencourageکریں، اگر آپ قیدیوں کی تعداد کم کر دیں اور ایسے طریقے استعمال کریں کہ جیلوں کا استعمال زیادہ ضروری نہ رہے اسی طرح ان کوcutکر کے میں کہوں گا کہ آپ اتنا ہی بجٹ تعلیم کے لئے بڑھائیں کیونکہ جب تعلیم کو بہتری حاصل ہوگی، قوم کے بچے

پڑھیں گے تو وہ خود بخود ایک بہتر معاشرہ پیدا کریں گے اس لئے اس بجٹ میں تعلیم کو top priority دینی چاہئے نہ کہ کسی اور محکمے کو تاکہ اس طرح جو ہمارا per year, per person خرچہ ہے وہ بہتر ہو۔

اس کے بعد جب ہم سڑکوں پر ٹریفک کا رش دیکھتے ہیں تو یہ سوچتے ہیں کہ آج سے پانچ یا دس سال بعد کیا ہو گا؟ اس لئے بہتر ہے کہ ہم آج سے پلاننگ شروع کریں اور اسی بجٹ سے پلاننگ شروع کریں کہ ہر بڑے شہر کے ارد گرد لوکل ٹرینیں چلائی جائیں اور ان پر کام شروع کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے وقت میں، اگلے پانچ دس سال کے اندر وہ پراجیکٹ مکمل ہو سکیں اور جو سڑکوں پر رش ہے وہ کم ہو سکے۔ اس کے بعد جہاں میں نے یہ کہا ہے کہ پولیس کا خرچ کم کیا جائے، Anti Terrorists Force بنائی جائے جس طریقے سے ہم نے موٹر وے پولیس کو ایک علیحدہ فورس declared کیا اور آج تک وہ باقی اداروں سے بہتر کام کر رہی ہے۔ اسی طریقے سے اگر ہم پولیس سے بالکل ہٹ کر Anti Terrorists Force قائم کریں اور پھر جو ہماری conventional police ہے اس کو replace کریں تو میرا خیال ہے کہ ہم اس طرح law and order کے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد جب لوگ انڈیا سے ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے تو ان کو زمینیں الاٹ ہوئی تھیں اور ان زمینوں کے ساتھ احاطہ جات بھی الاٹ ہوئے تھے۔ آج تک ان احاطہ جات کی proprietorship نہیں دی گئی حالانکہ وہ لاکھوں روپیہ لگا کر اپنے مکانات بنا کر بیٹھے ہیں اگر احاطہ جات کی proprietorship دے دی جائے تو گورنمنٹ کو آمدن بھی ہو گی اور لوگوں کو proprietorship rights بھی مل جائیں گے اور ان کو بھی فائدہ حاصل ہو گا اور یہ جو Estate land بیچنے کی کوشش کر رہے ہیں شاید اس کی ضرورت محسوس نہ ہو۔

جناب سپیکر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے پاس export کرنے کے لئے غالباً کوئی چیز موجود نہیں ہو گی اور ایک ہی چیز ہے جو ہمارے پاس ہے وہ value added technical labour ہے۔ اگر ہم اس کی طرف زیادہ دھیان دیں، اس کا بجٹ بڑھائیں، ان کو اس معیار کی technical training دیں کہ وہ لوگ internationally acceptable ہوں تو میرا خیال ہے کہ وہ لوگ کمائی کر کے اپنے ملک میں رقم foreign exchange کے ذریعے واپس بھیج سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہے اب میں اپنے حلقے کی طرف آنا چاہتا ہوں۔ ہمارے یہاں Agriculture اور Irrigation میں جو پیسا research پر خرچ ہوتا ہے میرا خیال ہے کہ وہ ضائع ہو

رہا ہے کیونکہ اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے حالانکہ میری دانست میں Agriculture اور Irrigation پر research کے لئے زیادہ سے زیادہ پیسا خرچ ہونا چاہئے تاکہ ہم باقی ممالک کے برابر yield per acre حاصل کر سکیں اور ہمارا ملک بہتر معاشی حالت کی طرف سفر کر سکے۔

جناب سپیکر: ایگریکلچر منسٹر صاحب! وہ جو بات کہہ رہے ہیں غور سے سُنیں اور لکھیں، وہ آپ سے متعلقہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں note کر رہا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! دریائے راوی کے اوپر سید والا پُل کی تعمیر کئی سالوں سے شروع ہے مگر اب التواء میں پڑی ہے۔ اس کا اس علاقے کی economics پر اتنا زیادہ اثر پڑ رہا ہے کیونکہ اوکاڑہ سے ساہیوال کا سارا علاقہ shorter routes سے motor wires کے ساتھ connect ہوتا ہے۔ مجھے اس چیز کی سمجھ نہیں آتی کہ ہر دفعہ اس کو بجٹ میں تو رکھا جاتا ہے مگر پیسا خرچ نہیں کیا جاتا اور اس کو چالو نہیں کیا جا رہا۔ اس کے بعد پنجاب کی سڑکوں کے حوالے سے میری ایک تجویز ہے، یہ جو ہم نے پھر سے ہر جگہ پر Toll Tax لگانا شروع کر دیا ہے، ایک وقت تھا کہ ہم نے ضلع ٹیکس اور محصول ختم کیا صرف اس لئے کہ جو سڑک کے اوپر contractors کی بدمعاشیاں ہیں وہ ختم ہو جائیں لیکن اب ہم آہستہ آہستہ پھر اُسی طرف جا رہے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ آپ workout کریں کہ آپ کو Toll Tax سے کتنی آمدن ہو رہی ہے اور وہ آمدن آپ گاڑیوں کی registration پر لگائیں۔ جس وقت آپ registration کریں وہ پیسا آپ اس میں add کر دیں تاکہ گاڑی والا سال میں ایک دفعہ پیسے دے اور اس Toll Tax کے عذاب سے پورے پنجاب کو بچایا جا سکے۔ اس سے آمدن میں بھی کمی نہیں ہوگی اور عوام کو بھی فائدہ حاصل ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے بعد اگر ضلع فیصل آباد، شہر فیصل آباد، ضلع لاہور اور شہر لاہور کی آبادی کو compare کیا جائے تو ہماری آبادی تقریباً اس سے 1/3 حصہ کم ہے لیکن اگر ہسپتالوں کو دیکھا جائے تو فیصل آباد میں اس وقت تین ہسپتال ہیں، جب ہسپتال میں جائیں تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی mad house ہے اور مریضوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ میری دانست کے مطابق وہاں پر کم از کم پانچ سو بستروں پر مشتمل پانچ ہسپتال ہوں تب جا کر فیصل آباد شہر کو لاہور کے مقابلے میں سہولیات مل سکتی ہیں۔ اسی طرح میرے تحصیل ہیڈ کوارٹر، جڑانوالا میں پندرہ لاکھ کی آبادی ہے۔ دو سال ہو گئے ہیں، چیف منسٹر کا directive دو دفعہ جاری ہو چکا ہے اور ایک executive order بھی دیا گیا ہے کہ اس کو بجٹ

2010-11 کے اندر شامل کیا جائے مگر وہ ابھی تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، پندرہ لاکھ کی آبادی کے لئے ساٹھ bedded hospital ہے جو کہ صرف دو لاکھ کی آبادی کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو اس کو بھی اس سال ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دیا جائے۔ اس کے بعد میرے اپنے ذاتی حلقہ پی پی۔53 کے اندر بہت زیادہ رقبہ پڑا ہوا ہے اور کوئی انڈسٹری نہیں ہے پچھلی دفعہ بھی میں نے suggest کیا تھا کہ جو industrial area ہے وہ بُچیانہ کے حلقے میں بنایا جائے تاکہ لوگوں کو وہاں پر روزگار مل سکے اور وہ علاقہ ترقی کر سکے۔ یہاں پر ہر آدمی جنوبی پنجاب اور بلوچستان کی بات کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ ہر علاقے کے اندر اس طرح کے حالات موجود ہیں۔ ضلع فیصل آباد کے اندر اگر میرا ہی حلقہ آ جائے تو میرا خیال ہے کہ جنوبی پنجاب اور بلوچستان سے بھی بد تر حالات ہیں اس لئے جہاں بھی غربت ہے، جہاں بھی less developed area ہے، چاہے وہ Central Punjab میں ہے، چاہے وہ Southern Punjab میں ہے ان کو برابر کے مواقع ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ نے تو پورے پندرہ منٹ لے لئے ہیں۔ دیکھیں، اب مہربانی کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اب محترمہ انجم صفدر صاحبہ ہیں۔ آپ نے pre budget پر بحث کرنی ہے۔

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں pre budget پر بحث کی روایت پر حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بجٹ آمدن اور اخراجات کا تخمینہ ہے۔ وسائل اور ضروریات کے درمیان تناسب اور ترجیحات کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ ہمیں اپنا بجٹ، اپنے بجٹ میں رہ کر تیار کرنا ہے اور زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! زراعت، تعلیم، صحت، صاف پانی، infrastructure، عوام کو تحفظ دینا سٹیٹ کی ذمہ داری ہے۔ میں سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے GDP میں تعلیم کے لئے 2.21 فیصد حصہ رکھا جاتا ہے حالانکہ ماہرین یہ recommend کرتے ہیں کہ تعلیم کے لئے ہمارے GDP میں 4 فیصد حصہ ہونا چاہئے۔ اٹھارہویں ترمیم کی وجہ سے تعلیم کا subject صوبوں میں آ گیا ہے اور ہمارے آئین کے آرٹیکل (25(a کے مطابق سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ پانچ سال سے لے کر سولہ سال تک کے بچے کو free تعلیم دے اور اس کے ساتھ ساتھ جو fundamental rights ہیں ان کے مطابق بھی ہر بچے کا حق ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ ابھی جو HDI کی رپورٹ آئی

ہے اس کے حساب سے پاکستان ایشیا میں lowest نمبر پر ہے اور جو advance ممالک ہیں.بجٹ میں ان کا GDP پانچ سے سات فیصد رکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت تعلیم کے لئے ہمیں زیادہ سے زیادہ بجٹ allocate کرنا چاہئے۔ ہمارے مستقبل کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارا بچہ basic تعلیم حاصل کرے۔بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنے بجٹ میں اس کی شرح میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اب یہ صوبوں کا subject بن گیا ہے۔ کوئی بھی شہری جون کے بعد اٹھ کر State سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ میرا بچہ تعلیم حاصل کیوں نہیں کر رہا؟ پڑھی لکھی قوم ہی پڑھا لکھا معاشرہ تشکیل دیتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی میں یہ ضروری بات کرنا چاہتی ہوں کہ population کا محکمہ بھی صوبوں کے پاس آ گیا ہے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ وفاق سے ابھی تک جو Ministry of Population ہے اس میں کوئی funds نہیں دیئے جا رہے۔آج اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارے مسائل وسائل سے بہت زیادہ بڑھتے جا رہے ہیں اور اس کی main وجہ آبادی میں اضافہ ہے۔آبادی میں اضافے کو ہم تب ہی روک سکتے ہیں جب ہم تعلیم کو عام کریں گے۔ ہم جب تک لوگوں میں یہ شعور بیدار نہیں کریں گے کہ کس طرح ہم نے بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا ہے، کس طرح اپنے مسائل کو کم کرنے کے لئے اس آبادی کو روکنا ہے۔یہ تعلیم ہی ہے جو اِن بڑھتی ہوئی مشکلات کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ population کے محکمے کے لئے خاص طور پر funds مختص کئے جائیں تاکہ ہم اس گھمبیر مسئلے کو حل کر سکیں۔اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گی کہ ایک پڑھی لکھی ماں ہی ایک پڑھے لکھے معاشرے کو تشکیل دے سکتی ہے۔ خواتین کے لئے بجٹ کے حوالے سے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ خواتین کے لئے بجٹ میں ایک الگ حصہ ہونا چاہئے تاکہ خواتین گلیوں، نالیوں اور سڑکوں سے نکل کر اپنے اضلاع میں منصوبے بنائیں اور اس پر اپنا فنڈ خرچ کریں۔

جناب سپکر!زراعت کے حوالے سے بھی میں بات کرنا چاہوں گی کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے کسان کو facilitate کرنا چاہئے اس کے لئے انرجی، پانی، کھاد اور بیج کی فراہمی کو آسان بنانا چاہئے۔ یہ نہیں کہ ہم چیزوں کی قیمتیں بڑھائیں ،وہ چیزیں جو زراعت کے استعمال میں آتی ہیں ان کو سستا کیا جائے تاکہ پیداواری اخراجات کم ہوں اور عوام کو سستی چیز مہیا کی جا سکے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گی کہ جو قدرتی آفات ہیں اس کے لئے بھی ہمیں اپنے بجٹ میں funds allocate کرنے

پڑیں گے تاکہ جب کبھی emergency پیدا ہو جائے تو اس کو بہتر طریقے سے نمٹایا جا سکے۔ خواتین، یوتھ اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے بجٹ میں خاص حصہ رکھا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بھی میں بات کرنا چاہوں گی کیونکہ میجر صاحب نے بھی صحت کے حوالے سے بات کی ہے کہ فیصل آباد میں تین بڑے ہسپتال ہیں اور revenue کے حساب سے پاکستان میں کراچی کے بعد دوسرے نمبر پر فیصل آباد کا نمبر آتا ہے۔ میں بھی فیصل آباد کے حوالے سے ہر بحث میں بات کرتی ہوں۔ لاہور جیسے بڑے شہر میں 12 بڑے ہسپتال ہیں اور فیصل آباد جیسے شہر میں تین بڑے ہسپتال ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ فیصل آباد ڈویژن میں جھنگ، چنیوٹ، گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شاہ کوٹ جیسے علاقوں سے تمام مریض آتے ہیں۔ Revenue کے حوالے سے فیصل آبا شہر دوسرے نمبر پر آ رہا ہے۔ وہاں پر کینسر جیسے موذی مرض کے لئے chemotherapy تو ہو سکتی ہے مگر Radiotherapy کے لئے PC-1 کا ایک پراجیکٹ آیا ہوا ہے لیکن آج تک اس کے لئے funds allocate نہیں کئے گئے۔ یہ اتنے بڑے شہر کا اتنا گھمبیر مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، جناب محمد محسن خان لغاری صاحب !۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رانا ارشد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ افتخار علی کھیتران صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب شیر علی خان صاحب!

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: جناب والا! میں آ گیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بڑے بھاگے ہیں، اب کیا کروں میں؟ اب آپ کی باری بعد میں آئے گی۔ جی، جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: time limit کا خیال رکھیں۔

جناب شیر علی خان: ٹھیک ہے۔ جناب والا! یہ جو بجٹ تقاریر کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ بہت احسن اقدام ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ جو ممبران اسمبلی تجاویز دیں گے ان کو بجٹ میں incorporate کیا جائے گا۔ بجٹ تجاویز کی طرف آتے ہوئے چونکہ میں ایک زمیندار ہوں تو زراعت پر focus کروں گا۔ دنیا میں اور خصوصاً ترقی یافتہ قوموں میں زراعت پر subsidy دی جاتی ہے۔ World Trade Organization اور اس کے علاوہ جتنی بھی organizations ہیں ان کے

pressure کے باوجود یورپ اور امریکہ ابھی تک زراعت کو subsidized کرتے ہیں کیونکہ قدرتی آفات اور موسمی تغیرات کے سلسلے میں زراعت سب سے زیادہ vulnerable ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ Economists اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے کم ROI یعنی Return on Investment زراعت میں ہوتا ہے اور جس طرح value addition ہوتی ہے اسی طرح ROI بھی بڑھتا ہے یعنی agro based industry, manufacturing, high tech, heavy industry اور سب سے زیادہ ROI services میں ہوتا ہے۔ میری اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش ہے کہ زراعت پر جتنی زیادہ subsidy دیں گے آپ food grain, security کے ساتھ ساتھ industry کے لئے raw material بھی ensure کریں گے اور 65 فیصد آبادی جو دیہات میں رہتی ہے جس کا کسی نہ کسی ذریعہ سے زراعت کے ساتھ تعلق ہے۔اس لئے اگر زراعت ترقی کرے گی تو دیہات میں رہنے والی 65 فیصد آبادی ترقی کرے گی تو انشاء اللہ پنجاب بھی ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ گرین ٹریکٹر سکیم ایک بہت اچھی سکیم تھی جس سے کسان کو سستا ٹریکٹر مہیا کیا جاتا تھا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس سکیم کو جاری کیا جائے اور گرین ٹریکٹر سکیم کو دوبارہ اس آنے والے بجٹ میں incorporate کیا جائے۔ Solar Pumps پر subsidy کی بات کی جاتی ہے، میری اس میں گزارش ہو گی کہ بارانی علاقوں میں small dams اور mini dams پر lift irrigation کے لئے بھی Solar Pumps subsidized rates پر مہیا کئے جائیں اور بارانی علاقوں میں جو small sites dams کے لئے تجاویز دی گئی ہیں جن کی feasibility studies بھی ہو چکی ہیں ان کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم بجٹ میں مختص کی جائے۔ میرے علاقے میں دو ڈیم ایک تاجا بارہ ڈیم اور میرے گاؤں کا کوٹ فتح خان ڈیم۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کے دو ڈیم بڑے ضروری ہیں، ذرا اُن کو لکھ لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! funds کی non-availability کی وجہ سے ان کا کام روک دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آنے والے بجٹ میں ان کے لئے رقم مختص کر کے ان کا کام مکمل کیا جائے۔ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہم جتنے بھی سال ڈیم بنالیں شاید وہ کالا باغ ڈیم کا متبادل نہیں ہو سکتے لہذا ہمیں اس کے لئے بھی کوشش کرنی ہو گی کہ کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے consensus create کیا جائے۔ اگر ہم پاکستان اور زراعت کی ترقی چاہتے ہیں تو اس کے لئے کالا باغ ڈیم کا بننا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں constituency پر specific ہوتے ہوئے گزارش کروں گا کہ ہماری تحصیل ہیڈ کوارٹر فتح جنگ میں پانی کی شدید قلت ہے اور واٹر سپلائی سکیم کا ایک منصوبہ جو شاہ پور ڈیم سے متعلق ہے، پھر سے ڈیم کا ذکر آتا ہے کیونکہ ہمارے علاقے میں صرف ڈیم سے ہی پانی میسر ہے اس واٹر سپلائی کے منصوبے کے لئے پیسے مختص کئے جائیں تاکہ وہ مکمل ہو سکے۔اس کے ساتھ ساتھ پوری تحصیل حسن ابدال میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے میری گزارش ہو گی کہ ادھر ڈگری کالج کا اجراء کیا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے میری گزارش ہو گی کہ ایک رپورٹ کے مطابق Hydel Power غازی بروتھا کا 3۔ارب روپیہ سالانہ پنجاب کو ملتا ہے۔وہ ہمارے ضلع سے generate ہو رہا ہے میں زیادہ نہیں کہتا لیکن اس میں سے دس فیصد ہمارے ضلع کی ڈویلپمنٹ کے لئے مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر: ضرور، ضرور۔اس کے لئے میری بھی سفارش ہے۔

جناب شیر علی خان: ہم جنوبی پنجاب کا تو بہت شور سنتے ہیں لیکن میرے خیال میں نارتھ پنجاب، ساؤتھ پنجاب سے بھی زیادہ پسماندہ ہے اس لئے میں ساؤتھ پنجاب کے بھائیوں سے معذرت سے کہوں گا کہ انہیں بھی فنڈز ضرور دیں لیکن ہمارا حق ہمیں ضرور ملنا چاہئے اور یہ پیسا ہمارے ضلع کی وجہ سے ہی generate ہو رہا ہے۔آخر میں، میں ایک زمیندار ہونے کی حیثیت سے عرض کروں گا کہ جتنی زرخیز زمینیں ہاؤسنگ کالونیوں میں تبدیل کی جا رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے اجتناب کیا جائے۔

جناب شیر علی خان: خدارا! اس کے لئے کوئی قانون سازی لائی جائے، کہا یہ جاتا ہے کہ ایک نسل باغ لگاتی ہے تو اگلی نسل اس کا پھل کھاتی ہے۔جب میں دیکھتا ہوں کہ full ground باغات کو کاٹ کر ہاؤسنگ سکیمیں بنائی جا رہی ہوتی ہیں تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے۔میری گزارش ہے کہ اس پر قانون سازی لائی جائے اور اگر چھوٹے شہروں کو بھی بڑے شہروں کے برابر تعلیم اور صحت کی سہولیات دی جائیں تو population کا inflow بڑے شہروں کی طرف رک سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری گزارش لائیو سٹاک کے سلسلے میں کروں گا کہ ہم نے دودھ دینے والے جانوروں پر بہت ریسرچ کی اور یہاں پنجاب میں بہت اچھی نسلیں produce ہو رہی ہیں لیکن meat producing animals کے لئے ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔ میری گزارش ہو گی کہ meat breeders and meat farms بنانے کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے جائیں تاکہ food grain کے ساتھ ساتھ گوشت کی سپلائی کو بھی ensure کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلے مقرر کھیتران صاحب ہیں۔

جناب افتخار علی خان کھیتران المعروف بابر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد پنجاب کا یہ بجٹ پاکستان کی چھپن فیصد آبادی پر مشتمل صوبے کے حوالے سے اور ماضی کے budget document کے حوالے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے چونکہ اس سے زیادہ صوبائی خود مختاری حاصل ہو چکی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس حوالے سے ساؤتھ پنجاب یا نارتھ پنجاب کا بجٹ میں کیا share ہے یا کون سا خرچ ہوا ہے۔ جس طرح ساتویں این ایف سی ایوارڈ میں آبادی، رقبہ اور پسماندگی کو مدنظر رکھ کر صوبوں میں محاصل کی تقسیم ہوئی ہے اسی طرز پر مستقل طور پر ایک فارمولا طے کر دینا چاہئے تاکہ جو ہر دفعہ ساؤتھ کے حوالے سے بحث ہوتی ہے اب وہ ختم ہونی چاہئے اور انہیں حق ملنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس وقت جو موجودہ معاشی صورتحال ہے یقیناً پاکستان بہت زیادہ pressure کے اندر رہے اور لوگوں پر بہت زیادہ دباؤ ہے اس حوالے سے بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، افتخار علی خان کھیتران صاحب!

جناب افتخار علی خان کھیتران المعروف بابر خان: میں اپنے ضلع لیہ کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ عوامی نوعیت کے منصوبے جو پچھلے دور حکومت میں شروع کئے گئے تھے وہ بدستور pending ہیں، جن میں ٹیکنیکل کالج زنانہ، ڈسٹرکٹ جیل، سپورٹس کمپلیکس، کالج آف ایجوکیشن قابل ذکر ہیں اور یہ فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اسی طرح لیہ شہر کے لوگ بیس سالہ پرانے سیوریج نظام کے سہارے اپنا وقت گزار رہے ہیں، پانی کی نکاسی پر لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے اور وہاں باقاعدہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے لہذا اسے address کیا جانا بہت ضروری ہے۔ تحصیل لیہ کی غلہ منڈی کے لئے زمین موجود ہے لیکن غلہ منڈی نہ ہونے کی وجہ سے

کاشتکار کی exploitation ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے تو سب آگاہ ہیں کہ لیہ کا Indus delta کا infrastructure مکمل طور پر تباہ ہوا ہے اس کی فوری بحالی کرنی چاہئے، sugar cess کے حوالے سے ایک issue ہے کہ gate area کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔وزیر زراعت تشریف رکھتے ہیں میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں سے گنا آتا ہے جس grower کا پیسا ہوتا ہے کم از کم اس علاقے میں farms to market roads کو ہر صورت ترجیح دینی چاہئے لیکن بد قسمتی سے لیہ شوگر مل کا gate area ignore کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں budget document کے حوالے سے ایک villain character کا ذکر کرنا چاہوں گا جس وجہ سے یہ اہم نوعیت کا document ہمیشہ ایک routine document میں تبدیل ہو جاتا ہے وہ کرپشن ہے اس کے لئے administrative discipline کے حوالے سے نظام وضع کیا جانا چاہئے اور اس سے بہت زیادہ مسائل آتے ہیں لہذا budget document کے اندر اس mechanism کے حوالے سے ضرور سوچا جانا چاہئے کہ جب تک لوگ ایک simple application forward کرانے کے لئے رقم کی ادائیگی نہ کریں وہ forward نہیں ہو سکتی اور لوگوں کے چھوٹے مسئلے ہی بڑے مسئلے ہیں۔جب ان کی بات نہیں سنی جاتی تو پھر اس نظام پر ان کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور اس document کی worth کم ہو جاتی ہے۔اسی طرح میں کرپشن سنٹروں کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ آج بھی ورکس ڈیپارٹمنٹ میں 12 سے 18 فیصد کمیشن چل رہا ہے، اکاؤنٹ آفس میں بل کی ادائیگی کے لئے پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں، آڈٹ ڈیپارٹمنٹ جس نے انہیں روکنا ہے وہاں تین فیصد پہلے وصول کیا جاتا ہے۔ادویات کی خریداری ہے، سرکاری خریداری ہے، TMOs اور رجسٹری محرر آج بھی اسی طرح پیسے لے رہے ہیں اس لئے جب کوئی document یا اس طرح کی چیزیں ہوں تو mechanism کا نظام ضرور develop ہونا چاہئے تاکہ عام آدمی relief محسوس کر سکے۔اس document میں شفاف احتساب کا سسٹم کہیں نہ کہیں address ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ملکی زرعی ضروریات 60 فیصد پنجاب سے پیدا ہوتی ہیں جیسے پہلے ملک صاحب کہہ رہے تھے کہ گرین ٹریکٹر سکیم ہر صورت جاری رہنی چاہئے یہ زرعی آلات ہیں لیکن جنوبی پنجاب کا مسئلہ ہے کہ وہاں زمینیں مکمل طور پر آباد نہیں ہوئیں اس لئے وہاں بلڈوزر کی اشد ضرورت ہے اور بہت زیادہ shortage ہے، چھ چھ ماہ اور ایک ایک سال تک کاشتکار کو بلڈوزر کے لئے انتظار کرنا پڑتا ہے اور ساتھ ہی بلڈوزر کے fuel پر جو subsidy دی جا رہی ہے اسے برقرار رہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ

جو حکومت کے لائیو سٹاک farms ہیں وہ ہزاروں ایکڑ زمین پر مشتمل ہیں اسمبلی میں already ان پر بحث بھی ہو چکی ہے کہ وہ utilize ہو رہے ہیں میری تجویز ہے کہ انہیں پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ مل کر چھوٹے units میں تقسیم کر کے لائیو سٹاک کو meet کرنے کی ضرورت ہو یا breeding کی ضرورت ہو اس میں تقسیم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ایجوکیشن کے متعلق عرض کرنا چاہوں گا کہ کنکریٹ بلڈنگ کے یہ سکول بنا رہے ہیں وہ بنا دیں لیکن ہمارا مسئلہ تو quality education ہے، اگر چھوٹے چھوٹے ایجوکیشن یا بیکن ہاؤس پورے پنجاب کے اندر manage کر سکتے ہیں تو وہ سسٹم develop کرنے میں کون سی رکاوٹ ہے؟ اس کے check system کو بہتر کیا جانا چاہئے اور arts کی بجائے skill development کی طرف توجہ دینی چاہئے خصوصاً جب اٹھارہویں ترمیم کے بعد ایجوکیشن صوبائی matter ہو گیا ہے اور اس کا سلیبس بھی صوبائی matter ہے تو اس حوالے سے کام ہونا چاہئے کہ سکول کی سطح سے اچھے زراعت پیشہ لوگ پیدا ہوں، اچھے ہنر مند پیدا ہوں اور اچھے انڈسٹریل ورکر پیدا ہوں نہ کہ وہ دس سال کے بعد ضائع شدہ صرف لکھنے پڑھنے والے بچے تیار ہوں۔ ہمیں چاہئے کہ اس پر ہنگامی بنیادوں پر کام ہو۔

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ مزید دو points پر بات کروں گا۔ میں District Investment Board کے حوالے سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہر ضلع کی economic opportunities کی mapping ہونی چاہئے اور اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع کے اندر تمام کام ہونے چاہئیں تاکہ یہ gap fill ہو سکے۔ Upper and lower Punjab کے ہر ضلع کے اندر اس حوالے سے boards کام کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح sports کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہوں گا کہ عموماً Sports Funds بندر بانٹ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ تحصیل کی سطح سے لے کر صوبے کی سطح تک ایک organized طریقے سے Olympics arrange کی جائیں۔ یہ funds ڈی۔ سی۔ او صاحبان تقسیم کرتے ہیں اور بعض اوقات Sports Officers اس fund کو کسی اور مقصد کے لئے بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ پورے پنجاب کے اندر Sports Funds کو ایک systematically طریقے سے provincial Olympic کی سطح تک manage کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! Sanitation Staff کی ایک community میں اس کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا۔ اس community کو صحت کے حوالے سے بہت زیادہ مسائل کا سامنا ہے۔ ان کے لئے ایک

special package ہونا چاہئے کیونکہ ان کا واسطہ ان چیزوں سے پڑتا ہے کہ جن کی وجہ سے ان کے لئے صحت کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: مہربانی۔ رانا محمد ارشد صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بہت سے معزز ممبران نے pre budget بحث کی ہے میں اس حوالے سے صرف یہ contribute کرنا چاہتا ہوں کہ کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ پچھلے ادوار میں بڑے بلند بانگ دعوے کئے گئے اور نعرے لگائے گئے تھے لیکن عملی طور پر کچھ نہیں کیا گیا۔ جنوبی پنجاب والے ہمارے بھائی ہیں۔ ہم سب ممبران نے پچھلے بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے اضافی share پوری رضا مندی سے دیا تھا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کو مزید بجٹ ملنا چاہئے۔ رحیم یار خان میں دانش سکول بن چکا ہے اور وہاں پر غریب لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں۔ میں ایک ممبر موصوف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہاں پر دانش سکول بنا ہے تو ان کو خوشی ہونی چاہئے ان کو غم کس چیز کا ہے، ان کو افسوس کس چیز کا ہے اور وہ پریشان کیوں ہیں؟ وہ خود اتنے سالوں تک برسر اقتدار رہے لیکن انہوں نے وہاں پر ایک پرائمری سکول بھی نہیں بنوایا بلکہ انہوں نے تو وہاں پر غریبوں کے لئے تعلیم کے راستے بند کئے ہیں۔ آج وہاں پر غریب کے بچوں کے لئے تعلیم کے دروازے کھلے ہیں، یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا عوام سے کیا ہوا وعدہ تھا جو انہوں نے آج اس کو پورا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر خادم اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ کے عوام سے میڈیکل کالج بنانے کا وعدہ کیا تھا تو اس میڈیکل کالج کا افتتاح ہو چکا ہے اور وہاں پر کلاسوں کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اگر سیالکوٹ میں میڈیکل کالج بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا تو آج اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں بھی میڈیکل کالج بنایا گیا ہے۔ پورے پنجاب کے اندر تعلیم کے معیار کو ہم نے بہتر کرنا ہے۔ اس حوالے سے ہر ممبر کو contribute کرنا چاہئے، کسی ایک کے گلے میں ساری ذمہ داری ڈال کر خود بری الذمہ ہو جانا اچھی بات نہیں ہے۔ عوام نے ہم سب کو ووٹ دیئے ہیں اور ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ تعلیم کے معیار کو check کیا جائے۔ وہاں پر استاد وقت پر آتے ہیں یا نہیں، وہاں پر چھوٹے ملازمین کا کیا روّیہ ہے اور وہاں پر والدین کا کیا روّیہ ہے؟ دیکھیں! جہاں پر ایک استاد کا role ہے وہاں پر ایک شاگرد، اس کے والدین اور سول سوسائٹی کے لوگوں کا بھی role ہے۔ اس میں کوئی شک

نہیں کہ اس وقت پورا پاکستان حالت جنگ میں ہے۔ ہمیں مرکز سے جو funds ملتے ہیں ہم نے عوام کو وہی gross root تک پہنچانے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے پنجاب پاکستان کا نمبر 1 صوبہ ہے۔ جب تک ہم نے کسان اور زراعت کے شعبہ سے منسلک لوگوں کو صحیح طریقے سے facilitate نہ کیا تو اس وقت تک ہماری زراعت ترقی نہیں کر سکے گی۔ پچھلے دور میں سکارپ کے ٹیوب ویل بند کر دیئے گئے تھے، زمیندار سے یہ زیادتی پچھلے دور میں ہوئی تھی۔ سکارپ ٹیوب ویل بند نہیں ہونے چاہئیں تھے کیونکہ یہ بند ہونے سے اب پانی کا level up ہو گیا ہے اور سیم و تھور بڑھ چکی ہے جس کی وجہ سے زمیندار بہت پریشان ہیں۔ ہمیں وہ steps لینے چاہئیں جن کی واقعی ضرورت ہے۔ ہمارا پیسا بڑا قیمتی ہے کیونکہ یہ عوام کے taxes سے اکٹھا ہوتا ہے۔ ہمیں اس صوبے کے اندر بطور پاکستانی، بطور member of Parliament ہمیشہ positive role play کرنا چاہئے۔ یہ پیسا قوم کی امانت ہے اور اس کو ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ ہم سب کو مل کر کرپشن پر کنٹرول کرنا ہے، جب تک ہم اپنی اپنی ذمہ داری کو نہیں نبھائیں گے اور دوسروں پر ذمہ داری ڈالتے رہیں گے تو بات نہیں بنے گی۔ اب میڈیا کی وساطت سے awareness ہر آدمی تک پہنچ چکی ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ سال کے بعد ادھر آ کر تقریر کر کے چلے جائیں۔ جب کوئی ممبر بات کرتا ہے تو اس کا جواب سننے کا حوصلہ، ہمت، صبر اور جرأت بھی ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اپنی بات مختصر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں بے شمار مسائل ہیں۔ آج بجلی اور سوئی گیس کی لوڈ شیڈنگ سے ہر شخص پریشان ہے۔ اس کی ذمہ داری دوسروں پر ڈالنے کی بجائے ہم سب کو مل کر اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے۔ ہمیں اپنے زمیندار کو بجلی مہیا کرنی چاہئے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ زمیندار کو مفت بجلی ملنی چاہئے تاکہ وہ کھیتی باڑی کرے اور اس صوبے کو خوشحال بنا سکے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اب تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، بہتر ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: pre budget general discussion میں حصہ لینے والے ممبران کی فہرست کافی لمبی ہے۔اس بحث کو ابھی مزید تین دن تک چلنا ہے۔اس وقت پرویز رفیق صاحب کا نمبر ہے لیکن اب وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ کل بات کریں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ مجھے آج ہی بات کرنے کا موقع عنایت فرمادیں کیونکہ میں کل نہیں آسکوں گا۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ایوان کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب چیئرمین! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کیونکہ انہوں نے یہ بندوبست کیا ہے کہ ہم اپنی pre budget تجاویز دے سکیں۔ میں اس معزز ایوان میں minority seat پر آیا ہوں۔حکومت پنجاب نے تعلیم، صحت اور دوسرے شعبوں کی ترقی کے لئے جتنی زیادہ رقوم مختص کی ہیں یہ محدود وسائل میں ایک بہت بڑی effort ہے اور میں اس کو سراہتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں شکوہ کرتے ہوئے یہ بھی کہوں گا کہ اتنے بڑے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے کوئی خاص رقم مختص نہیں کی گئی۔بجٹ تقریر میں صرف ایک جملہ لکھ دیا جاتا ہے اور اقلیتوں کے لئے 10/15 یا 20 کروڑ روپے مختص کئے جاتے ہیں۔پورے صوبہ کے چھتیس اضلاع میں کوئی ایسا ضلع نہیں ہے کہ جہاں پر اقلیتی افراد نہ بیٹھے ہوں۔ پچھلے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس سے پہلے 10 کروڑ روپے رکھے گئے تھے، پھر میں نے گزارش کی تو اس کو بڑھا کر 20 کروڑ روپے کر دیا گیا لیکن اس پر بعد میں عملدرآمد نہ ہو سکا۔اگر آپ اقلیتوں کے لئے ایک ضلع کو ایک کروڑ روپے دیں تو پھر بھی 36 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ گزشتہ بجٹ میں ترقیاتی مد میں 175۔ارب روپے رکھے گئے تھے۔ پچھلے سال میں نے اپنی بجٹ تجاویز کے دوران گزارش کی تھی اور اب پھر اسے دہراتا ہوں کہ 2011-12 کے بجٹ میں ترقیاتی مد میں جتنی رقوم رکھی جائیں ان میں سے صرف ایک فیصد اقلیتوں کے لئے مختص کر دیں۔اگر آپ ایسا کر دیں گے تو یہ ہماری داد رسی ہو گی۔آپ level دیکھ لیں کہ ہم اتنے بڑے بجٹ میں سے صرف ایک فیصد مانگ رہے ہیں۔پورے چھتیس اضلاع میں سے کوئی ایسا ضلع نہیں ہے کہ جہاں پر دس، پندرہ یا بیس آبادیاں اقلیتوں کی نہ ہوں۔ ہمارے بچوں کے پاس بہت ساری سہولتیں نہیں ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ صرف اس ایک چیز کو ذہن میں رکھیں کہ اس بجٹ کو ہم نے کس طرح طریقے سے distribute کرنا

ہے اور حکومت نے کس طریقے سے اپنی minority communities کو یہ بجٹ distribute کرنا ہے۔ جب اس بجٹ میں کچھ رکھا جائے تو پھر ہی ہم اس کو distribute کرنے کا فارمولا طے کر سکیں گے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ بجٹ میں اقلیتوں کے لئے کم از کم ایک فیصد رکھا جائے کیونکہ پورے پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کی اقلیتیں بے چینی اور غیر یقینی کی صورتحال میں ہیں اور جس طرح جنوبی پنجاب والے سوچتے ہیں اسی طرح یہ اقلیتی لوگ سوچ رہے ہیں لیکن ہم نہیں چاہتے کہ یہ اُس طرف جائیں۔

جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش تعلیم کے حوالے سے ہے کہ جس طرح اسلامیات لازمی ہے میں اس مذہبی تفریق کے معاملے میں نہیں جانا چاہتا لیکن میری گزارش ہے کہ equal and similar right, Constitution نے guarantee کیا ہے یعنی یکساں اور برابر حق کا کہا گیا ہے۔ یکساں کا یہ مطلب ہے کہ اگر ایک مسلم بچے کو مذہبی تعلیم سرکاری سطح پر دی جا رہی ہے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک غیر مسلم کو بھی اُس کے عقیدے کے مطابق سرکاری سطح پر تعلیم کا بندوبست کرے۔ ہم گزشتہ بجٹ اجلاسوں میں بھی اپنی تجاویز دیتے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے لوگوں نے بہت ساری آبادیوں کے مالکانہ حقوق کے لئے پیسے بھی جمع کرا دیئے ہیں لیکن انہیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے اور یہ چیز بھی ہمیں محرومی کی طرف لے کر جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اقلیتی اور بالخصوص مسیحی کچی آبادیوں میں ترقیاتی کام کرائے جائیں اور اُن کو مالکانہ حقوق بھی دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین! پروفیشنل ایجوکیشنل انسٹیٹیوٹس میں ہمارے بچے پست حالی کا شکار ہونے کی وجہ سے مقابلے کے امتحان میں مسلم بچوں کے برابر نہیں آ سکتے اور اگر ہمارا کوئی اقلیتی بچہ کسی مسلم بچے کے برابر آتا ہے تو اقلیتی بچے کے نمبر اس لئے کم ہو جاتے ہیں کہ ایک مسلم بچے کو قرآن حفظ کرنے کے 20 نمبر دے دیئے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ پروفیشنل ڈگری میں مذہب کا concept نہیں ہونا چاہئے اور اگر آپ نے اس میں مذہب کا concept رکھنا ہے تو پھر اقلیتی لوگوں کو بھی اُن کے مذہبی کورس کے مطابق نمبر دیں۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس سے پنجاب کی اقلیتیں بہت پریشان ہیں کہ ہمارے بچے جنہوں نے ڈاکٹر اور انجینئر بننا ہے وہ میرٹ پر اس لئے نہیں آ سکتے کہ وہ non Muslim ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس معاشرے میں تعصب کی یہ انتہا ہو گی کہ آپ پروفیشنل ڈگریوں کو

مذہب کی بنیاد پر چیلنجز کریں گے تو وہ معاشرہ کبھی ترقی نہیں کرے گا تو میری گزارش ہے کہ حکومت اس پر بھی نظر ثانی کرے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 18۔جنوری 2011 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔